

انصار احمدیہ

نخلد یکم ستمبر وقت ۱۱ بجے (دن) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی علیہ السلام نے منبرہ الہدٰی کی صفت کے  
مقتل اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی اطلاع منظر ہے کہ  
کل دن بھر حضور کو ضعف کی شکایت نہی رات نیند آگئی آج صبح صفت ہے۔

و عاقل اور کام کر نیوالی بھی زندگی عطا کرے آمین یا ارحم الراحمین۔

قادیان ۵ ستمبر۔ حضرت امیر معاذ مقامی مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ حدائق احمدیہ قادیان جو بیکار سلسلہ شاہجہانپور گئے تھے یکم ستمبر کو صبح گمیدہ بجے کی گاڑی واپس تشریف لے آئے۔ اسی طرح محترم معاذ زادہ مرزا اسیم احمد صاحب علیہ السلام پورٹ پیمہ چند روز کے لئے پاکستان تشریف لے گئے تھے ۲ ستمبر کو ساڑھے چار بجے کی گاڑی سے اہل و عیال بخیرست واپس تشریف لے آئے۔ الحمد للہ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تشریح چند سالانه

چھ روپے

تشمس بنی  
۵۰ - ۵۱

۵۰ - ۳۰ روپے  
ممالک غنم

۵۰۔ ۷۷ روپے

فی پرچہ ۱۳۱ نئے پیسے



ایب

محمد حفظہ لقا پوری

جسڈا	۷ ربوڪ ھجرت ۱۳۴۰ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۸۱ ۷ ستمبر ۱۹۶۱ء	نمبر ۳۶
------	---	---------

بہری کرشن جی مہساراج

۱) از جناب سید محمد احمد صاحب سابق پراول شل امیر اڑیس،

اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے ۔  
انسانوں کی جسمانی پرورش کے ساتھ  
ساتھ روحانی تربیت کا بھی اس نے  
اختتام کر رکھا ہے ۔ دنیا کے کونے  
کونے میں اوتار ، نبی ، پیغمبروں کو بھیجا  
اور ان کے ذریعہ تمکو کھانا دینا دینا  
شہید و صالحین کو پیدا کیا تا دنیا کی  
روحانی تربیت ہو سکے ۔ یہ لوگ سچ  
پاک تاروں کی طرح روحانی آسمان پر  
چلتے اور اپنے نور سے تاریک دلوں کو  
نور کرتے اور خدا کی راہ پر چلاتے رہے  
ہیں ۔ اس طرح دنیا ان کی اشباع سے  
فلسانِ دیہاد حاصل کرتی چلی آئی ہے ۔  
اور اچھی لوگوں کے فیض و برکت سے دنیا  
تہذیب و تمدن میں بھی ترقی کرتی آئی ہے ۔  
کوئی دجہ نہیں کہ ہمارا ملک ہندوستان  
بھی خدا کے ایسے برگزیدہ اور جہاروں  
سے خالی رہا ہو ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس  
عظمیٰ قسمت سر زمین میں بھی بہت سے  
خدا کے برگزیدہ بندے پیدا ہوئے ۔  
چنانچہ سری راجندر جی سے پہلے ننگ  
باجن ، گھوڑا وغیرہ وغیرہ اوتاروں کا نام  
لیا جاتا ہے ۔ ان کے بعد سری کرشن جی  
جہار لچ ، چھتا بدھ اور اس زمانہ کے  
اوتار حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اس  
مقدس زمزمہ کے قابلِ احترام بزرگ  
ہیں ۔ جو اس سر زمین میں پیدا ہوئے ۔  
پہلے زمانہ کے اوتار صرف ہندوستان کے  
لوگوں کی مابیت کے لئے آئے تھے ۔  
کیونکہ ان کے زمانہ میں دنیا میں آمد و رفت  
اور باہم میل و ملاپ کے ذرائع اس  
قدر وسیع نہ ہوئے تھے ۔ جو اس زمانہ میں  
ہیں ۔ چنانچہ اس زمانہ میں حضرت مرزا  
غلام احمد صاحب قادیانی ہندوستان

میں پیدا ہونے کے باوجود نہ صرف  
 ہندوستان کی ہدایت کے لئے بلکہ  
 ساری دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث  
 ہوئے کیونکہ اس وقت ساری دنیا بمنزلہ  
 ایک ہی ملک بلکہ ایک ہی شہر کے ہو  
 گئی ہے۔  
 خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں  
 پیغمبروں کے نام بتا کر یہ بھی کہہ دیا  
 ہے۔ اور بھی کئی ہیں جن کا نام ہم نے  
 نہیں بتایا۔ منهم من قصصنا  
 علیک احوالہم من لدن نقصص  
 بوحرفرت کشف علیہ السلام کو گزشتے  
 سارے تین ہزار سال کا عرصہ مقرر کیا  
 ہے اور ان کی لائی ہوئی تعلیمات مقرر  
 زمانہ کے اثرات سے بچ کر کچھ سے  
 کچھ ہو گئی ہیں۔ اس لئے آج دنیا کا کثیر  
 حصہ ان سے بارے میں اخلاط تقریط  
 کے حکم میں بڑا ہوا ہے۔ کوئی تو ان  
 کی شان کو اتنا بڑھاتا ہے۔ اتنا  
 بڑھاتا ہے کہ ان کو خدا ماننے لگ  
 جاتا ہے اور کوئی اتنا گھٹاتا ہے اتنا  
 گھٹاتا ہے کہ ان کے وجود سے ہی  
 انکار کر دیتا ہے۔ مگر اسلام انہیں  
 ان کا اصلی اور حقیقی منصب عطا کرتا  
 ہے۔ یعنی حضرت کرشن علیہ السلام  
 خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے  
 والے دیگر اوتاروں و نبیوں کی طرح  
 ایک اوتار و نبی تھے۔ اور یہ وہ درجہ  
 ہے جو درحایت میں ایک انسان کے  
 لئے تمام درجات سے بڑھ کر درجہ  
 ہے۔  
 چنانچہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے جن کی ہر بات گویا وحی الہی ہوتی تھی  
 آپؐ نے خدا سے اطلاع پاکر یہ خبر دی

کرکان فی الہند نبیاً اسود اللون  
 اسعد کاہنکا۔ یعنی منہ دستان میں ایک نبی  
 گذرا ہے جو کانے رنگ کا تھا اور اسے  
 لوگ کامیں (کامیاب کنصیا) کے نام سے  
 یاد کرتے ہیں۔  
 اسی طرح اس زمانہ کے اوتار حضرت  
 غلام احمد دانی نے سری کرشن جی مہاراج  
 کی بہت تعریف کی ہے اور آپ کو نبی قرار  
 دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-  
 راجہ کرشن جی کہ میرے  
 پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت  
 ایک ایسا کامل انسان تھا  
 جس کی نظیر منہ وڑوں کے  
 کسی رشی اور اوتار میں نہیں  
 پائی جاتی اور اپنے وقت  
 کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا  
 کی طرف سے روح القدس  
 اترتا تھا وہ خدا کی طرف  
 سے متعمد اور با اقبال تھا  
 جس نے آریہ ورت کی نہیں  
 کو پاپ سے صاف کیا وہ  
 اپنے زمانہ کا درحقیقت  
 نبی تھا جس کی تعلیم کو سمجھے  
 سے بہت سی باتوں کو بگاڑ  
 دیا گیا ہے۔ وہ خدا کی محبت  
 سے پُر تھا اور نیکی سے دوستی  
 اور شرک سے دشمنی رکھتا  
 تھا میں کرشن جی سے محبت

راجہ کرشن جیسا کہ میرٹ پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایسا ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترا تھا وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو یا پ سے صاف کیا وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا۔

(باقی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

کرتا ہوں . . . . .  
(ریکچر سائیکوٹ)

حضرت نجا کریم معلم نیکے پہلے دنیا کے ہر  
حصے میں بھی آئے تھے اور بیک وقت دنیا کے  
مختلف گوشوں میں کچھ انبیاء کا آنا ثابت ہے۔  
بہت ممکن ہے جس زمانہ میں عندوستان میں  
کوئی نبی آیا ہو اسی زمانہ میں مصر میں بھی کوئی  
نبی مبعوث ہوا ہو۔ فلسطین میں کوئی نبی آیا  
ہو۔ چین میں کوئی نبی آیا ہو۔۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ

آج کی صحبت میں دو عظیم الشان نبیوں کے حالات و واقعات جو حقوڑے بہت فرق کے ساتھ ماثلت رکھتے ہیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت محمد بن عبد اللہؐ کی ماثلت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت کرشن علیہ السلام زمانہ آج سے ساڑھے تین ہزار سال قبل کا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ بھی تین ہزار سال کے اد پر ہی کا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چودہ سو سال بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چھ سو سال بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اور ان کے بعد چودہ سو سال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا ہوئے اسی طرح تین ہزار سال کے اد پر تک یہ زمانہ جا رہا ہے۔

دوسری مشابہت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ  
علیہ السلام کے زمانہ میں جو فرعون ربا قی تھا







# خط جمعہ

## دنیا میں وہی قومیں ترقی کر رہی ہیں جو باتوں سے زیادہ کام کی طرف توجہ دیتی ہیں

### دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے خود عمل کر کے دکھاؤ

جو قومیں کام کم کرتی ہیں اور باتیں زیادہ کرتی ہیں دنیا ان کی باتوں کو کوئی وقعت دینے کیلئے تیار نہیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۳ نومبر ۱۹۵۲ء بمقام ربیع

تجربہ یہ تھا کہ وہ سب کے سب اول درجہ کے بددیانت اور بے ایمان ہیں۔ یہی خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَمْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ

تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو تم نے کی نہیں

جب قوموں میں اس قسم کے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں جن میں حقیقت نہیں ہوتی۔ تو ان کا اعتبار رکھ جاتا ہے۔ درحقیقت زبان ہی ہے جس سے کسی انسان کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی مجلس میں کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں ڈاکٹر ہوں یا دکیل ہوں یا کارخانہ دار ہوں تو ہمیں پتہ لگتا ہے کہ وہ ڈاکٹر وکیل یا کارخانہ دار ہے۔ اگر وہ ہمیں خود بتائے تو ہمیں اس کے ڈاکٹر وکیل اور کارخانہ دار ہونے کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ پس پہلا علم زبان سے ہوتا ہے۔ ایک آدمی چاہتا ہے کہ میرے پاس جو روپیہ ہے اسے میں کسی تجارت پر لگاؤں اور پاس ہی دوسرا آدمی شور مچا رہا ہوتا ہے کہ فلاں آدمی ہے ایمان ہے اس نے فلاں کام مال لوٹ لیا۔ فلاں سے نذر دیا تھا۔ لیکن میں نے فلاں کو فائدہ پہنچایا۔ فلاں کو فائدہ پہنچایا تو اس سے وہ روپیہ تو والا دھوکا میں آجائے گا اور اسے روپیہ دے گا۔ لیکن اس کے بعد اس کا رویہ متاثر ہو جاتا ہے۔ تو وہ چھٹتا ہے۔ حالانکہ اسے روپیہ دینے کے لئے لکھا اور نہ نہیں کہا تھا۔ بلکہ وہ اپنی بے وقوفی اور سادگی کی وجہ سے خود ہال بھین گیا۔ دوسرے نے اپنا سرٹیفکیٹ آپ دیا اور وہ مان گیا۔ حالانکہ ہر بات کو سورج سمجھ کر تسلیم کرنا چاہیے اور تواریخوں کے متعلق بھی خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ ہم نے ان کی

تشہید و تقوٰۃ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: آج میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ

خالی باتیں دنیا

میں کبھی کوئی نتیجہ پیدا نہیں کیا کرتی۔ جب قوموں میں تنزل کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں تو ان میں باتیں زیادہ ہو جاتی ہیں اور کام کم ہو جاتا ہے۔ دنیا میں وہی قومیں ترقی کرتی ہیں۔ اور وہی قومیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ کے نیچے ہوں گی۔ جن میں باتوں سے زیادہ کام کا خیال اور احساس ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ

اے مومنو جو کام تم نے کیا نہیں۔ اس کے متعلق تم باتیں کیوں کرتے ہو۔ منہ سے بہادر بننے سے کوئی انسان بہادر نہیں بن جاتا۔ منہ سے اپنے آپ کو سخی کہنے سے کوئی آدمی سخی نہیں بن جاتا۔ منہ سے افساف کا دعویٰ کرنے والا منصف نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ تم دیکھو گے کہ اکثر رشوت لینے والے مجلسوں میں رشوت کے خلاف تقریریں کرتے ہیں۔ وہ جب بھی تقریریں کریں گے یہی کہیں گے کہ رشوت بہت بُری چیز ہے۔ ہماری قوم میں رشوت بہت پھیل گئی ہے حالانکہ وہ خود رشوت لیتے ہیں۔ تم اکثر بیانات کو دیکھو گے کہ وہ شور مچاتے ہیں کہ سادہ دنیا بددیانت ہے۔ حالانکہ وہ خود بددیانت ہوتے ہیں۔

مجھے یاد ہے

تادیان میں ایک جلسہ کے موقع پر میں نے ایک تقریر کی۔ اور اس میں میں نے اس بات کا ذکر کیا کہ جماعت کی اقتصادی حالت کی درستی کے لئے تجارت سے کام لینا نہایت ضروری ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تجارت کے لئے وہ پیہ کہاں سے لائیں۔ میں نے کہا ہر پہلے خیال تھا کہ ہماری جماعت کے پاس روپیہ نہیں۔ لیکن اب بہت سے لوگ مجھ سے مشورہ پوچھتے ہیں کہ نارغ روپیہ کس کام پر لگائیں۔ اس سے مجھے پتہ لگتا ہے کہ جماعت کے پاس روپیہ ہے لیکن ایسے آدمی نہیں ملتے جو اس روپیہ سے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور مالک کو بھی فائدہ پہنچائیں۔ اگر ایسے ویاندار لوگ مل جائیں جو خود بھی فائدہ اٹھائیں۔ اور باکوں کو بھی فائدہ پہنچائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ روپیہ ہبیا کر سکتا ہوں۔ لیکن پہلے میری تسلی ہونی چاہیے کہ وہ بددیانت ہیں۔ روپیہ خود تو نہیں کھا جائیگا۔ یا تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے روپیہ ضائع نہیں ہوگا۔ اگر میری تسلی ہو جائے جماعت کے پاس روپیہ موجود ہے۔ دوسرے دن مجھے تین آدمیوں کی چٹھیاں ملیں کہ آپ کو مبارک ہو آپ کی بیان کردہ خوبیاں ہم میں موجود ہیں۔ ہم بدیانتار بھی ہیں تجارت کا فن بھی ہمیں آتا ہے۔ اور ہم روپیہ والوں کو فائدہ پہنچائیں گے۔ تم میرے سنکر حیرت ہو گئی کہ ان تینوں کا نام اول درجہ کے بددیانتوں میں تھا اور میں انہیں اپنا بھی کوئی پیہ دینے کے لئے تیار نہیں تھا اس میں شبہ نہیں کہ جماعت میں ایماندار اور پھر تجربہ کار لوگ بھی تھے۔ لیکن میری تسلی کے جواب میں صرف تین آدمیوں نے کھانا ہم ایماندار پر تجربہ کار ہیں۔ وہ پھر ہمیں دیں۔ حالانکہ وہ تینوں کے تینوں وہ تھے جن کے متعلق ہمارا علم اور

صداقت کے اظہار کے لئے تمہارے پاس نشانات

بھیجے ہیں تاکہ تمہیں پتہ لگ جائے کہ یہ رسول جو ہماری طرف سے آنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ فی الواقعہ سچا اور راست باز ہے۔ گویا ایسے اخلاق اور نمونہ دلے لوگ جو نبوت سے پہلے ہی برگزیدہ سمجھے جاتے ہیں ان کے متعلق بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو بے دلیل نہ مان لو۔ وہ بھی اگر میری طرف سے آنے کا دعویٰ کریں۔ تو ان کی صداقت کے دلائل طلب کرو۔ گویا نبوت پر فائز ہونے والا اور دنیا میں اسٹانڈنگ کیسر کرنے والا بھی اگر کہتا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں تو خدا تعالیٰ کہتا ہے تم نے اسے یہی نہیں۔ ان لینا۔ اس سے اس کی صداقت کی دلیل پوچھنی ہے۔ اگر وہ اپنی صداقت کی دلیل دے تو اسے ماف پھر خدا تعالیٰ کے خود دلائل بیان کرتا ہے۔ کہتا ہے اکی صداقت کی فلاں دلیل ہے۔ فلاں دلیل سے اور اس طرح انسان کو فیصلہ کرنے میں مدد مل جاتی ہے۔ مثلاً قرآن کریم کہتا ہے کہ ہر نبی جو گذرا ہے۔ لوگوں نے اسے مجنون کہا ہے۔ اب یہ

نبیوں کی صداقت

کی ایک دلیل ہے کہ ان کی باتیں دنیا والوں کو غیر مفعول نظر آتی ہیں۔ اسی لئے وہ انہیں مجنون کہتے ہیں۔ لیکن آئندہ زمانہ میں یہی اس کی صداقت کی دلیل بن جاتی ہے۔ کیونکہ مجنون کی بات دنیا میں پھیل نہیں سکتی۔ مجنون کی بات پر دنیا عمل نہیں کر سکتی۔ کیا تم نے کوئی پانسٹنا ہے کہ اس نے ایک بات کہی ہو اور سو سال کے بعد لوگ اس سے درست سمجھنا لگ گئے ہوں یا لگی کی بات تو ہو رہی ہے۔ جاتی ہے جس جب ایک منہ کو ہم پاگل کہتے ہیں تو اس کے سامنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ دنیا کی غلط بات کرتا ہے



اگر ہمارے پاس کوئی شخص آتا ہے اور وہ اس قسم کی پاکانہ باتیں کرتا ہے تو ہم کہتے ہیں یہ شخص ہمارے پاس آئے اور کہے میں بادشاہ ہوں۔ اور سارے لوگ جانتے ہوں کہ وہ حقیقت میں بادشاہ نہیں تو لوگ اسے پاگل کہتے ہیں یا شلا

## ایک شخص ہمارے پاس آتا ہے

اور وہ کہتا ہے میں ایم۔ اے۔ پاس ہوں حالانکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ وہ پرائمری پاس بھی نہیں تو لوگ کہتے ہیں یہ پاگل ہے۔ کیونکہ اس کی باتیں اس وقت کے معروف لوگوں کی رائے اور ان کے علم کے خلاف ہوتی ہیں۔ جب قرآن کریم نے کہا کہ نبی کو بھیجے پاگل کہا جاتا ہے۔ تو اس کا یہی مطلب تھا کہ لوگ انہیں اس سے پاگل کہتے ہیں کہ ان کی باتیں ان کی رائے کے خلاف ہوتی ہیں۔ لیکن جب ان کی تعلیم پھیل جاتی ہے۔ اور وہ جیت جاتے ہیں تو وہ بھی معترض جو پہلے انہیں پاگل قرار دیا کرتا تھا کہتے ہیں کہ یہ باتیں تو پھیلتی ہی تھیں یہ تو ساری عقلی باتیں ہیں۔ گویا جب وہ دلائل دیں تو لوگ انہیں پاگل کہتے ہیں۔ اور جب وہ جیت جاتے تو کہتے ہیں کہ یہ باتیں تو ہوتی ہی تھیں

## یہ ایک دلیل ہے

جو کسی بی کی صداقت کے مسلمہ کرنے کے متعلق قرآن کریم نے دی ہے۔ اور یہ شخص اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ لیکن بعض لوگ اس دلیل کا بھی غلط استعمال کرتے ہیں۔ قادیان میں ایک شخص تھا جس نے اپنے جنوں میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ میں نبی ہوں جماعت کے ایک دوست میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا میں اُسے سمجھاؤں۔ یہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی بات ہے۔ میں نے کہا وہ تو پاگل ہے۔ لیکن اگر ہمیں شوق ہے تو جاؤ۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گئے جب واپس آئے تو وہ بہت گھبراہٹ ہوئے تھے۔ کہنے لگے اُس نے اپنی باتوں سے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ میں نے اُسے کہا تھا کہ تم پاگل ہو اس پر وہ کہنے لگا۔ مجھ کو بھی قرآن کریم کہتا ہے کہ میرے کو لوگ پاگل کہا کرتے ہیں۔ میں یہ بدلتا تو میری سچائی کی علامت ہے۔ میں نے اُسے کہا کہ تمہیں کس نے کہا تھا کہ وہ پاگل جاؤ۔ اگر تمہارا علم اتنا کوتاہ ہے تو تم وہاں گئے ہی کیوں تھے پھر میں نے کہا کہ قرآن کریم نے یہ کہا ہے کہ میری کو لوگ پاگل کہتے ہیں مگر یہ نہیں کہا کہ میری کو نبی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا پہلے ذکر کیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ میری کو لوگ پاگل کہتے ہیں۔ لیکن اسے تو ہم نے یہاں پہلے باندھی تھیں اور نبوت کا اس نے بعد میں دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے اس کے متعلق کہا یہ پاگل ہے اور

## لوگوں نے یہ خطرہ محسوس کیا

کہ یہ کہیں لوگوں کو نقصان نہ پہنچائے۔ چنانچہ ہم نے اسے رستیاں باندھ دیں۔ اگرچہ شخص پہلے نبوت کا دعویٰ کرتا اور پھر لوگ اسے پاگل کہتے تو اس کا دعویٰ سچا ہوتا۔ لیکن یہاں تو یہ حال ہے کہ پہلے لوگوں نے اسے پاگل کہنا شروع کیا۔ اس نے کہا میری جند اڑ گئی ہے۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اُسے بروماٹر وغیرہ دیا اور علاج کیا۔ پھر اس نے جنوں کی حالت میں ہی کہنا شروع کر دیا میں نبی ہوں۔ پس یہاں گھوڑا آگے نہیں گاڑی آگے ہے اور گھوڑا ایسے ہے۔ یہ دعویٰ تو ہر شخص کر سکتا ہے لیکن ہر بات دلیل کے ساتھ ثابت کی جانی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے لئے بھی دلائل رکھے ہیں۔ لیکن لوگ ان کے حق میں پھر بھی غلطی کرتے ہیں۔ جیسے اس شخص نے کہا کہ لوگ مجھے پاگل کہتے ہیں اس لئے میں سچا ہوں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ میری کو نبی کہا جاتا ہے۔ بلکہ انہوں نے یہ کہتے ہیں کہ میری کو پاگل کہا جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے انبیاء کی صداقت کے بھی دلائل دیئے ہیں۔ اور ان کے ماننے کو ان دلائل سے وابستہ کیا ہے۔ پھر دنیوی معاملات میں تم کسی کی بات کو بے دلیل کہوں مانتے ہو۔ بسا اوقات

## انسان کا قول اور فعل

ایک نہیں ہوتا اور جو شخص ایسا ہوتا ہے اس کو دنیا میں کوئی پوزیشن اور وجہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی اسے عزت نہیں ہے۔ اور جب کسی دوسرے کو بد دلیل دعویٰ کرنا اُسے قابل عزت نہیں بنا دیتا۔ تو اگر یہ بات تم میں ہو تو تمہاری عزت کس طرح ہو سکتی ہے۔ اگر یہ چیز غیر میں جڑی ہے تو تم میں بھی جڑی ہے۔ اگر جڑی کرنا زیادہ تمہارے لئے برا ہے تو تمہارے لئے بھی برا ہے۔ اگر جڑی بولنا زیادہ تمہارے لئے برا ہے تو تمہارے لئے بھی برا ہے۔ پس تم اپنی زندگی میں نہ کہہ کر کہ کیا تمہارے اعمام اور اوائی بھائی ہیں اگر تم خود غفل نہیں کرتے۔ تو

نہیں یاد رکھنا چاہیے۔ کہ قرآن کریم کہتا ہے لعلہ تقولون ما لا تفعلون اگر تم کہتے ہو کہ اہمیت کی یہ تعلیم ہے اور تم اس پر عمل کرتے ہو اور پھر دوسروں سے کہتے ہو۔

## اس پر عمل کرو

تو تم کہہ سکتے ہو ہم سچ کی تعلیم دیتے ہیں تم ہماری زندگی دیکھو اور پھر ہمارے ہمسایوں اور ہمارے ساتھ کام کرنے والوں سے دریافت کر لو کیا ہم سچ بولتے ہیں یا نہیں جب ہم خود سچ بولتے ہیں تو ہمارا حق ہے کہ دوسروں سے کہیں کہ تم بھی سچ بولو۔ اسی طرح دیانت ہے۔ تم پہلے خود اپنے اندر دیانت پیدا کرو اور پھر لوگوں سے دیانت پیدا کرنے کے لئے کہو۔ قرآن کریم نے یہ نہیں کہا کہ تم بولو نہیں بلکہ کہا ہے کہ کام سے پہلے نہ بولو۔ قرآن کریم نے یہ نہیں کہا کہ تم نصیحت کرو۔ بلکہ یہ کہا ہے کہ تم خود دوسروں سے کام اور پھر دوسروں سے کرنے کے لئے کہو سچ بولو۔ پھر دوسروں کو سچ بولنے کے لئے کہو۔ تم

## پہلے خود دیانت اختیار کرو

پھر دوسروں کو دیانت دار بننے کی تحریک کرو۔ پہلے خود انصاف کرو پھر دوسرے سے انصاف کرنے کے لئے کہو۔ خود عمل کرنے سے پہلے کسی کو کسی امر کی نصیحت کرنا بیکار ہے۔ اس کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اُس نقصان ہوتا ہے۔ تو تم لوگوں کے اعضاء ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور ان میں عمل کی قوت مفقود ہو جاتی ہے۔ کیونکہ کوئی شخص نصیحت کرنے والے سے تعاون نہیں کرتا اور اس کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ (الفصل ۱۱، ۲۰)

## چند سالانہ کی ادائیگی جلد سے قبل ضروری ہے

جماعت احمدیہ کا مہم سالانہ اجرت کے حیام کی اغراض کو پورا کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اس مقدس اجتماع کے اغراض کو پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہی یہ چندہ جاری ہے۔ جس کا شرع ہر احمدی درست کی سالانہ آمد کا ایک حصہ یا ایک ماہ کی ادائیگی یا حصہ بطور لازمی چندہ کے طور پر ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اٹھواں ایہ اللہ فرما کر فرماتے ہیں اس چندہ کی ادائیگی کے متعلق اشد اذرا ہے ہیں۔ چندہ جلد سالانہ شروع سال میں ہی ادا کرنا چاہیے تاکہ جلد ہاد کے لئے اجناس و دیگر سامان پر وقت خریدا جاسکے۔

اگر محب جماعت چندہ کے مندرجہ بالا ارشاد کو غور نظر رکھتے ہوئے مالی سال کے ابتدا میں چندہ جلد سالانہ ادا کر دیں تو جلد کی ضروریات کی اشیاء بر وقت آئیں اور سستی اور نویدی باسکتی ہیں۔ اور اغراضات میں کفایت اور انتظام میں سہولت پیدا ہو سکتی ہے۔

جلد سالانہ کے انعقاد میں اب قریباً ساڑھے تین ماہ باقی ہیں۔ لیکن اکثر جماعتوں کی طرف سے اس بد چندہ کی آمد کی رفتار حال بہت سست اور غیر تسلی بخش ہو گئی ہے۔ اگرچہ گذشتہ سالوں کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ جو احباب سیدنا حضرت اقدس امینہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ابتدائی فیثوں میں چندہ جلد سالانہ کی ادائیگی میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور جلد سالانہ سے قبل اس کی ادائیگی طرف توجہ نہیں دیتے ان کے ذمہ مالی سال کے آخر تک چندہ بقیہ رہتا ہے۔ منہا ضروری ہے کہ جملہ احباب جماعت اور عہدہ داران چندہ جلد سالانہ کی ادائیگی کی طرف زوری طور پر متوجہ ہوں۔ تاکہ جلد سے قبل ہر جماعت کی سونی ہدی وصولی خود ممکن ہو سکے۔

مبلغین صاحبان کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ وہ اپنے اپنے طبقہ میں اس چندہ کی برداشت ادائیگی پر زور دیں اور کوشش فرمادیں کہ جماعت کے ہر فرد کے چندہ کی وصولی جلد سے جلد ہو کر دہم جلد سے قبل مرکز میں پہنچ جائے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام احباب کو زبردستی شناسی کی توفیق بخشنے۔ اور ہم سب کا حافظہ دنا سر رہے۔ آمین۔ ناظر بیت المال قادیان

شکر یہ احباب۔ خاک را بنے دل ملا باریں عرصہ سن ماہ تک بیمار رہا۔ ملائی کی اس طویل طویل مدت میں حضرت امیر المؤمنین امیرہ اللہ تعالیٰ بزرگان سلسلہ و مجلس دوستوں کی دعائیں شافی مال میں بغیر اللہ تعالیٰ اب امیہا ہوں۔ دریافت مال کیلئے کم فراڈوں کی طرف توجہ خطرات کا فردا فردا جواب دینا محال تھا اب ہر کے توسط سے خاک را تمام فقرات کا کھریا ہوا ہے اور اس کا ساتھ سب کیلئے دماغی جہر کر رہے۔ خاک را شخص احمد (واہ باری) جزل بیکڑی جہاں بیکڑی



# مختلف مقامات میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جلسے

مبہنی

کل بے زاد عقیدت و محبت کے  
حرم میں ہم لوگوں نے جو سیرت النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم منایا۔ یوں تو ایسے دن  
ہمیشہ ہی منائے جاتے ہیں مگر یہ جلسہ  
بسی خوشگوار فضا، امید پر درحالات  
اور خوش اقدار ماحول میں منایا گیا اس کے  
تصور سے دل کا کھل اٹھتا ہے  
اس جلسہ میں تلاوت ایک ایسے  
تلاوت اشرف نے کی جو دوسرے سچانہ  
الآباد کے سند یافتہ قاری ہیں۔ اور  
چند ہی ماہ پہلے حلقہ بیعت میں داخل ہوئے  
ہیں۔ یوں تو قرآنی آیات کا مردوسوں کے  
دل پر اثر ہوتا ہی ہے۔ لیکن اگر بیزارت  
کے ساتھ ہو تو اس کی جاذبیت بڑھ جاتی  
ہے۔ کل ہمیں اس جلسہ میں یہی سنا دیکھنے  
میں آیا۔

نظم اس کے بعد نظم ایک ایسے شخص نے  
سکا پڑھی جو پہلے میوزک ڈائریکٹر تھے۔  
انہیں بھی اللہ نے چند ماہ پہلے ہی بیعت  
کی توفیق دی ہے۔

انہوں نے جب درمیان قاری سے  
حضرت شیخ موعود علیہ السلام کی یہ نظم شروع  
کی

”در دلم جو شہ شنائے سرور ہے“  
تو میں کہہ نہیں سکتا کہ اس وقت سامعین کی  
حیرت کا کیا عالم تھا۔ یہ نظم بالکل سادگی  
فرز پر پڑھی گئی۔ مگر ایک ماہر موسیقار کے  
طور پر مجمع میں فارسی سمجھنے والے چند ہی  
انرا دیکھتے۔ مگر محویت سمجھوں پر کیا طاری  
ہوئی۔ آواز کے زیر و بم سے دل کی دھڑکن  
تیز اور رست ہو جاتی تھی۔ مانتوں کے  
اشارے پر جسم بھی مجوم اُٹھتا تھا۔ سارا  
مجھے آخر تک یکساں اس نظم سے غفلت  
ہو تا رہا۔ جب یہ نظم ختم ہوئی تو ایسا  
عجس ہوا کہ ترنم و نغمات کی ایک بھڑکی  
تھی جو دفعہ رک گئی۔

طبعاً محمد پر حضرت شیخ موعود علیہ السلام  
کے فارسی کلام کا بہت اثر ہوتا ہے۔  
اور جب اس کا پڑھنے والا بھی نغمات  
کا ماہر ہو تو پھر اس تاثیر کی کیفیت الفاظ  
میں بیان نہیں کی جاسکتی جب یہ نظم ختم  
ہوئی تو میں بھی بذات سے معمور ہو کر  
اٹھا اور حضرت شیخ موعود علیہ السلام  
کے فقہی کلام کے متعلق اپنے جذبات  
کا اظہار کیا۔ میں اس یقین سے معمور  
ہوں کہ جو دوسرے سال کے اسلامی ادب  
میں ایسے نعتیہ کلام کی مثال نہیں ملتی۔  
میں نے اس پر وضاحت سے  
روشنی ڈالی۔

نظم اس نظم کے بعد میرے چھوٹے  
زادے محمد احمد نے سیرت نبوی پر ایک  
مختصر سی تقریر کی۔ اللہ کے فضل سے اس  
کا انداز بیان بھی بہت اچھا تھا۔  
نظم اس کے بعد حضرت قاری صاحب  
مرصوف نے محمد رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے کچھ واقعات  
بیان کئے۔ اس اعتبار سے کہ ایک نیا  
احمدی آئے ہمارے شیخ پر تقریر کر رہا تھا  
یہ تقریر قوجات کا مرکز بن رہی۔  
آپ کے بعد میرے بڑے بڑے  
تقریریں ملے۔ محمد احمد کی باری تھی۔ میں نے  
اس سنجے کو دو دن پہلے سیدی حضرت  
مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ کی مرتب  
کردہ سیرت خاتم النبیین دی تھی۔ اور

صلی اللہ علیہ وسلم کے قول: ”ایہ ربیعہ ختم  
النبوت“ کا دوسری جنگ عظیم کے جنگی  
قیدیوں کے اجسام سے مقابلہ کر کے  
تقریر ختم کی تو اس وقت سمجھوں کی زبان  
پر وہ داد اور آفریں آری کے الفاظ  
تھے۔  
نظم اس کے بعد میرے اسی خدمت نے  
ایک غیر احمدی دوست کی ایک نظم  
پڑھی جو فی البدیہہ نکھی گئی تھی۔ ان کے  
نظم شروع کرتے ہی پھر مجمع پر ہی سناں چھا گیا  
یہ نظم زبان اور خیالات کے اعتبار سے  
بھی اچھی تھی۔ میں یہ نظم بھی پڑھ کر ناظرین کر  
رہا ہوں  
اس نظم کے بعد ایک اور نئے احمدی  
تقریریں اس کے لئے کھڑے ہوئے

## نذر عقیدت

ایک غیر احمدی دوست محمد عبد السلام صاحب اسٹوڈنٹس کی طرف سے یہ نظم مبہنی  
میں منعقدہ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھی گئی (سمیع اللہ)

یہ زمیں روٹھی ہوئی ہے اور فلک ناہم ہر بال  
فخر عالم تیری اُمت ہے جہاں میں بے اماں  
مسجدوں میں شور ماتم ہے کہ مسجد سے لٹ گئے  
مسجدیں روتی ہیں اور ہے خالق ہوں میں دھواں  
مرد حق گو میرزا احمد کا یہ ارشاد ہے:  
یور ذات احمدی سے زندگی جنت نشاں  
ہر شکست میر پریم بن گئی جہدِ عمل  
غرض گاہ دہر میں تو ہے ہمارا پاسباں  
روشنی پھیلاتی ہے یارب مسیح پاک نے  
اس کرن سے پھر زمانہ کیوں ہے یارب بدگماں  
کر گئے تھے منکشف یہ رحمت للعالمین  
میرے بعد آئے گا تم میں مہدی رنعت نشاں  
وہ تمہیں سمجھائے گا پھر منصف رازِ حیات  
وہ تمہیں بتلائے گا پھر سود و زیاں!  
یہ پوری نظم فی البدیہہ نکھی گئی

کہا تھا کہ خود مطالعہ کر کے تقریر کر دیں۔ مگر  
ابھی ساتویں کلاس میں پڑھتا ہے۔ ابھی  
نہیں تھی کہ وہ کوئی موزن تقریر کر سکے گا مگر  
جب وہ گھڑا ہوا خطاب تو یہ ایسی شہا  
تقریر کی کہ سبھی محو حیرت ہو گئے۔ وقت  
کے ساتھ ساتھ اس کی زبان تند و تیز ہوتی  
گئی۔ اور جب اس نے محمد رسول اللہ صلی

ان کی تقریر کا پتہ سمجھوں کو اشتیاق تھا اس  
لئے کہ یہ فاضلِ تربیت ہیں۔ اور ابھی ہی  
دوسرے دیوبند سے سندِ توفیق لے کر  
نکلتے ہیں۔ انہوں نے بھی نہایت پُر وقار  
اور خوش چہرے تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات بیان  
کئے۔

نظم اس کے بعد مکرم انعام الہی صاحب نے حضرت  
شیخ موعود علیہ السلام کا نظم سرِ زبان نہ کر کے  
کے تہذیب نے نہایت ترنم سے سنائی۔

نظم اس کے بعد مکرم خیر محمد خاں صاحب حیدر آبادی  
نے ایک ایسی پرتشرف لائے۔ جو ہم لوگوں کی فہم میں  
ملو فانی مقرر کے طور پر شعور ہیں۔ آپ نے تخلیق  
عظیم کے عنوان پر تقریر کی۔ یہ تقریر بڑی جامع  
اور پرمغز تھی۔ جس وقت آپ نے تقریر شروع  
کی اس وقت بادل نے بھی زور سے بھلے ترنگ  
بجائے شروع کیا۔ مگر سچ پوچھئے تو ہمارے مقرر کا  
ترانہ آؤنگ بادل کے بل ترنگ پر غالب رہا۔  
جب آپ تقریر سے فارغ ہوئے تو ایسا معلوم ہوا  
تھا کہ مجلس میں گرمی اگئی ہے۔

نظم ان کی تقریر کے بعد تبرک کے طور پر کچھ  
ادب میں نے بھی اظہار خیال کیا۔ میں نے  
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ  
حجۃ الوداع کی چند فقرات پر ذرا وضاحت سے  
روشنی ڈالی۔

اس روز داد سے احباب پر یہ واضح ہو گیا ہوگا  
کہ اسی جلسہ میں شروع سے اخیر تک تلاوت، نظم اور  
تقریر پر ہر چیز پر دسی لوگ جھائے رہے۔ جو مجلس  
کا فائدہ میں نے احمدی سمجھ جاتے ہیں۔ اس تصور  
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کے شجرِ احمریت میں چند  
تازہ شری اور محبت بخش پھل لگائے میری روح  
آہستہ آہستہ حیات پر چھو جاتی ہے۔ اچھا  
کے علاوہ اور بھی کئی دوست ہیں جنہں نے  
انہیں انوں بیعت کی توفیق دی ہے۔ مگر اس روز  
میں ان کا ذکر نہ آسکا۔ آثار و تراث میں معلوم  
ہوتا ہے کہ اور بھی بہت سی معجزہ روحیں قبول  
احدیت کے لئے بیتاب ہیں۔ جیسے مرثا کے  
پاس پیغامِ احمریت پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اگر  
مشیتِ ایزدی ساتھ رہی تو چند ہی دنوں کے بعد  
ہم اور بھی اسی شمع کے فروغ سے سنیں گے۔  
جلسہ سے فراغت کے بعد ناز عشاء ادا کی گئی  
اور پھر تمام حاضرین کے سامنے تفکرات اور  
جائے پیش کی گئی جس کی تیاری میں مددِ رحمت  
احمدیہ مجھے اور دوسرے احباب نے نمایاں  
حصہ لیا تھا۔

فارسہ سمیع اللہ انچارج احمدی سلم مشن مبہنی

## جماعت احمدیہ یارِ یارِ پورہ

روزہ ۱۴۲۸ھ رات ۱۱۱۱ھ کو زیرِ مہارت  
قیم پر غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ  
یارِ یارِ پورہ جلسہ سیرۃ النبی منعقد ہوا۔ تلاوت  
قرآن کریم مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ نے  
کی۔ نظم میر عبد المجید صاحب نے پڑھی۔ اس کے  
بعد صاحب صدر نے جلسہ کی غرض و غایت  
بیان کرنے ہوئے بتایا کہ حضرت نبی کریم صلی  
اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر حل کر ہی انسان حقیقی  
طور پر انسان کہلائے گا۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے  
نے خدا تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم بھی  
عظیم الشان کتاب پیش کر کے برتوں اور ہر زمانہ  
کے لئے ایک کھلی فضا بنا دیا۔ نہایت دلچسپ اور  
ایک خوش دلی کے ایک اچھے نمونہ دیا کے سامنے  
پیش کیا۔ حضرت کی زندگی کے بیکر طالعے  
آپ کی باتیں



# نہری کرشن جی مہساراج

(بقیہ صفحہ اول)

وہ رات بڑی بے نیام تھی۔ مرسلا دھار بارش کے ساتھ گرج کا شور اور صافحہ کے بار بار گرنے کی وجہ سے سار کا دینا لرز رہی تھی۔ اور ایک کو اپنی فکر پر لگی تھی۔

ماسو دیو اور دیوٹی کے جیلخانہ کے پرہ دار اپنی جان بچانے کے لئے کہیں دیکھ گئے ایسی حالت میں سری کرشن پیدا ہوئے تو سری داسو دیو نے اس موقع کو فہمیت جانا اور اس فوڑا لہجہ میں کہنے لگے کہ جتنا پار جانے لگے تو اس وقت جینا میں بڑے زور کی طغیانی آئی ہوئی تھی۔ انہوں نے جتنا سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے جینا تو میرے لئے راستہ چھوڑ دے میں کرشن کو لے کر پار تیار کر چکا ہوں۔ ایک طرف سے سمٹتا گیا۔ یہاں تک کہ ایک گیدڑ پار ہونے کے قابل پانی وہ گیا تو خدا نے ایک گیدڑ بھیجا تا راستہ دکھائے اس فہمی اشارے سے داسو دیو کرشن کو لے کر جتنا سے پار آئے۔

مطلب یہ کہ کرشن کو پانی کے لئے خدا نے معجزہ دکھایا۔ یہ کرشن علیہ السلام کی پیدائش کا ایک عجیب و غریب واقعہ تھا۔

پانچویں مشابہت یہ ہے کہ جب زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اس زمانہ کے لوگوں میں ملاوہ دوسری نہ حافی بیماریوں کے بے حجابی و بے شرمی کا مرض بھی عام تھا۔ انہوں نے وقت ایک دوسرے کے سامنے تنگے ہو کر نہاتے ہیں کوئی حجاب محسوس نہیں کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور لوگوں کو بے حجابی سے منع کیا۔ مگر کسی نے قبول نہ کیا۔ آخر ان پر الزام لگانے لگے کہ موسیٰ کو ایک بیمار ہے۔ چھ وہ جینا پر تپا جینا پھر نامی ایک دشمن اسی کوہ میں لگ گیا اور ایک بار جبکہ آپ لوگوں سے اوجھل ہو کر غسل کر رہے تھے آپ کے کپڑے اٹھا کر لے گیا۔ آپ نے ثوبی جھرتو بی جھرتے ہوئے اس سے اپنے کپڑوں کا مطالبہ کیا۔

اسی طرح حضرت کرشن علیہ السلام کے زمانہ میں بھی بے حجابی کا مرض پھیل چکا تھا۔ آپ بھی لوگوں کو اس سے منع کرتے تھے مگر لوگ باز نہ آتے تھے۔ مگر وہی بالکل اس کے خلاف تھیں وہ حضرت کرشن علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف نظر

تھا۔ وہ کسی کی پیش ہر سے خائف نہ ہو کر اسرائیل کی تمام زمین اور لاد کو قتل کر دیا تھا۔ گلاس کی پرندہ ہیر کا گر نہ ہوئی۔ آخر کار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جوہی اسرائیل سے تھے۔ زخون کے تخت کو الٹ دیا۔ اسی طرح سری کرشن جی کے زمانے کا راجہ جو خود ان کا ماموں تھا۔ اس کی پیش نہری سے خائف ہو کر اپنی دیوٹی کی تمام اولاد کو قتل کر دیا کرتا تھا۔ مگر آخر کار اسی دیوٹی کے صندوق سری کرشن جی نے اس کے تخت کو الٹ دیا۔

تیسری مشابہت یہ ہے زخون بار جو دیکھ وہ جانتا تھا کہ میرے ظلم کے ذریعے کسی اسرائیلی عورت نے بچہ جن کر پانی میں بہا دیا ہے۔ مگر اس بچہ کی شدید خست اس کے دل میں ڈال دی جاتی ہے جس کی وجہ سے بچائے قتل کرنے کے ناز و نفعت میں تردد کر کے پرہیز کر دیتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے خود زمانہ سے رالقیبت عذیبت محبت منی نفع علی علیہ السلام میں نے اپنی طرف سے تیرے لئے غامی محبت ڈال دی تا تو خاص میری نگاہ میں پڑان چڑھے۔

اسی طرح حضرت کرشن علیہ السلام کے بارے میں دیکھئے کہ جب ان کے باپ اسود دیو حضرت کرشن کو لے کر جتنا پار کو پکڑ گئے ہیں تو اسی وقت گوپ کے راجہ سند کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ داسو دیو نے کرشن کو دے کر ان کی لڑکی کو لینا چاہتا تھا۔ ظالم کنس کو مغالطہ میں ڈالا جاسے۔ اور کرشن کو بچا لیا جاسے۔ حضرت کرشن علیہ السلام کی شدید محبت سند اور سند دھاکے دل میں ڈال دی جاتی ہے۔ وہ اپنی لڑکی کی محبت کو بھول جاتے ہیں اور اپنے جگر گوشہ کو کرشن کے جگہ قتل ہونے کے لئے چیل کر دیتے ہیں۔ چنانچہ روایات کے مطابق داسو دیو جلدی جلدی اس لڑکی کو لاکر دیوٹی کے گرد میں دیدہ دیتے ہیں۔ اور جس کنس اگر اس کا خاتمہ کر جاتا ہے۔

چوتھی مشابہت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے قوم کو بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ریح سند میں راستہ بنا دیتا ہے۔ اسی راستہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا قوم سمیت پار آتے جاتے ہیں اسی طرح جنتہ ڈنک دھرم پیکو میں تھا ہے کہ میں رات جاکر کرشن پیدا ہوئے

ہو کر لیا کر کی تھیں۔ ایک بار موع با کر حضرت کرشن نے ان تمام عورتوں کے کپڑے جن کو اتار کر تالاب کے اندر گھس کر نہا تھیں ہمیشہ اُدھر پاس ہی کے ایک درخت پر جا بیٹھے۔ اور ان کپڑوں کو درخت کی شاخوں پر پھیلا دیا۔ تاکہ دیکھیں اور اپنے کپڑے نادم ہوں اس واقعہ کو بستر پر لکھتے ہیں۔

چھٹی مشابہت یہ ہے کہ سحر ایک زرخیز اور زری ملک تھا جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ کاشتکاری میں کام آنے والے جانور ایسے ملکوں میں بڑے عزیز ہوا کرتے ہیں۔ معر میں انکی عزت بڑھتی ہے۔ جتنے پوجا کی حد تک پہنچ چکی تھی۔ لوگ گائے کی پوجا کرتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا اور خدا نے خدا کی پرستش کی تعلیم دی۔

اسی طرح ہندوستان ایک زرخیز و زری ملک میں حضرت کرشن علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس ملک میں بھی گائے بیل وغیرہ کاشتکاری کے جانور بڑے عزیز ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اس زمانے میں ان جانوروں کی اتنی قدر نہ تھی۔ آپ نے توجہ دلائی ہوگی کہ ایسے جانوروں کی حفاظت ضروری ہے۔ اس کے بچے دہلی کہتے ہاڑی میں اچھا کام دیتے ہیں اور اسی کا دودھ عمدہ غذا ہے۔ اس کی حفاظت کا خیال کرنا چاہیے۔ اور یہ گوسایا کی تعلیم بہت متن ہے کہ بعد میں چڑھتے ہوئے گمو پوجا میں بدل گئی ہو۔ بہر حال گائے کے ساتھ ہر وہ نہیں لگا تعلق ضرور رہا۔

ساتویں مشابہت یہ ہے کہ جانوروں کے پرانے میں دوقول بھی پائے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے اور اس کے لئے ایک لمبی لاشی رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرامی و ملاک بیچھینک یا موسیٰ قال ہی عصای اتو کو ا علیھا و اھش بها علی غنمی دلی فیھا ماربا اخری۔ اے موسیٰ تیرے بائیں ہاتھ میں کیا ہے۔ عرض کیا وہ تو ایک لاشی ہے جس پر میں سہارا لیتا ہوں۔ اور اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے کام اس سے ملتے ہیں

اسی مشابہت اسی صورت میں معقول معلوم ہوتی ہے جبکہ ثوبی جھرتو بی جھرتو راہیت اور حضرت کرشن نے بارہ میں مشہور روایت کو صرف ظاہر پر ہول لیا جائے وہ وہ ان کی بعض دیگر بہت تاویلات بھی ہیں (و جہر)

اسی طرح حضرت کرشن جیوں کو جانے تھے۔ اور یہ تو ضروری ہے کہ جانوروں پر قابو پانے کے لئے لاشی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ضرور وہ بھی لاشی رکھتے ہوں گے۔

آٹھویں مشابہت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو بچانے کے لئے انکی مال کی طرف وحی بھیجی کہ اسے صندوق میں ڈال دو۔ اور پھر اس صندوق کو ندی میں بہا دو وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح حضرت کرشن جی کو بچانے کے لئے سری داسو دیو کو وحی بھیجی ہوگی۔ کہ اگر داسو دیو کو کسی طرح پتہ لگا کہ جتنا کے پار نندراجہ کے ہاں ایک لڑکی ابھی ابھی پیدا ہوئی ہے۔ اور یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ سری کرشن کو لے کر اپنی تخت جگہ کو دے بھی دے گا۔ ان تمام باتوں سے پتہ لگتا ہے کہ سری داسو دیو کی طرف خدا نے وحی بھیجی تھی۔

غرض دونوں بندوں کو بچانے کے لئے خدا نے ایک ہی مال کی طرف اور ایک کے باپ کی طرف وحی بھیجی۔ اس وحی کے مطابق دونوں نے عمل کیا اور دونوں ہی کامیاب رہے۔

نویں مشابہت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک بڑے بھائی تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے فرزند دار اور بڑے پار ساتھے۔ جن کا نام ہارون تھا۔ اسی طرح حضرت کرشن علیہ السلام کے ایک بڑے بھائی تھے جن کا نام بلرام تھا وہ بھی بڑے بزرگ اور حضرت کرشن کے فرزند وار تھے۔

دسویں مشابہت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پھر مار ڈالنے کے خیال سے زخون سند میں کود پڑا تھا۔ اس وقت اس نے یہ نہ سوچا کہ پانی چڑھ آیا کر کیا ہوگا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قریب پار جلدی سے پکڑ لینے کے خیال سے آگے بڑھا۔ اس کے لشکر سے بھی اسکی متابعت کی۔ آخر جوار بھاگنے چڑھ آنے سے سب کے سب میں غرق ہو گئے۔ اسی طرح حضرت کرشن علیہ السلام کے جنس کنس کا بھی یہی حال ہوا کہتے ہیں کہ کنس ایک بار بڑا جشی منایا تھا اور اپنے سارے ماتحت۔ راجاؤں کو دعوت دی تھی۔ پھاٹک کے پاس پرہ داروں کو حکم دیا کہ تمام ماجاؤں کو بے دھرمک اندر آنے دو مگر کرشن آئے تو اسے قتل کر ڈالو مگر ہرگز اس نے صحت دو۔ اسی ہی کے منصوبے میں اس نے پہلو اڑن کی ایک ٹولی اور لیڈیوں کی ایک جماعت اس پر

اسی طرح حضرت کرشن جیوں کو بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ریح سند میں راستہ بنا دیتا ہے۔ اسی راستہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا قوم سمیت پار آتے جاتے ہیں اسی طرح جنتہ ڈنک دھرم پیکو میں تھا ہے کہ میں رات جاکر کرشن پیدا ہوئے



وقت کی آواز — اسلام

از محرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انجارج احمدیہ مسلم مشن مد اس

دنیا کی حیرت انگیز ترقی | آج مادی اعتبار  
سے دنیا نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ بشری  
ایجادات و انکشافات نے لوگوں کو عجوبہ  
بنادیا ہے کہ آج سے چند صدی قبل جہل و  
کائنات تصور بھی ذہن انسان میں نہیں آسکتا  
تھا یا جن باتوں کو ناممکن الحصول سمجھا جاتا  
تھا اس اشرف المخلوقات کے ذہن رسا  
نے اُن باتوں کو نہ صرف ممکن الحصول بنا دیا  
بلکہ علی طور پر حاصل کر کے بنا دیا ہے۔ یہاں  
کو بھٹا ڈھانہ سمندر و لوگوں کو چیز نا اور فضا و  
میں اڑنا تو ان کا دن رات کا محبوب مشغلہ  
تھا ہی۔ کہ اب اُس نے ترقی کر کے "خلاؤں"  
کو جہیز کر دوسرے سیاروں کی طرف پرواز  
بھی نشر و عام کر دی ہے۔ وہ ۲۵ گھنٹوں  
میں دنیا کے ایک کھنڈ کا ۷۱ مرتبہ چکر لگا  
چکے ہیں۔

سائنس کی ترقی کا اثر غیر معمولی ترقی سائنس کی اسی  
نے ریل و رسائل کے لحاظ سے دنیا کو ایک  
شہر کی طرح بنا دیا ہے۔ اب کوئی ملک اور  
قوم باقی دنیا سے الگ تھلک نہیں رہ سکتا  
ہر ملک سے باشندوں کی زندگی اور معاشر  
دوسروں کی محتاج اور ایک دوسرے  
پر اثر انداز ہے۔ کیونکہ کسی ملک کو قدرت  
نے اپنی نعمتوں کا ایک صافراط دیا ہے۔ تو  
دوسری مٹم کی نعمتیں دوسرے ملک کو عطا  
کی ہیں۔ گویا دنیا کا ایک حصہ ایک پیلو سے  
لینا پورا دوسرے پیلو سے دیتا ہے اس  
احتیاج یا فراوانی سامان کی وجہ سے نہاد  
انسان باہم دست و گریبان ہو رہے ہیں۔  
اور جمہوری و قہدار و حکومت کے لئے  
ایک دوسرے کی تباہی کے منصوبے پھیل  
چکے ہیں۔

فخرِ شہزادہا کے شوقِ ناز و محبت سے  
 بہت غیبِ قریب سے کہہ رہے ہیں۔  
 انسان کی عظیم الشان عقلی  
 ترقی اور طاقت میں اضافہ  
 کے باوجود اس عالم ہر روز  
 خطرہ میں ہے اور اس کی ایک  
 بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ اخلاق  
 طویلہ پر اندھے ہیں اور روحانی  
 طور پر بیمار ہیں۔ اور ابھی تک  
 اس حقیقت کو نہیں سمجھ پائے  
 کہ جیسا ایک عالمگیر انسانیت  
 کے فرد کے طور پر زندگی بسر  
 کرنا ہے۔ ضرورت اس امر کی  
 ہے کہ فرد انسانیت تمام  
 انسانیت کی ایک بقیہ نہ ہو

ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم مختلف نسلوں  
میں یکانیت کا احساس پیدا کریں  
ہندوستان میں ذات پات  
اور بھوت چھات کا مسئلہ ہمارے  
راستہ میں حائل ہے۔ مگر ہم  
کوشش کر رہے ہیں کہ وحدت  
انسانی کی راہ میں جو روکیں  
ہیں وہ اُٹھ جائیں۔“

(NATION  
(۲۲ مئی ۱۹۶۰ء))

کیونکہ ہم اور سرمایہ داری آج دنیا مادی  
دوڑ سے ہلاک یا حصوں میں بٹ چکی ہے۔  
کیونکہ ہم اور سرمایہ داری کا نظام - اور  
دونوں نظام دنیا پر چھاپانے کی کوشش  
میں لگے ہوئے ہیں۔ بزرگیم بات سے  
کہ سامان کی جو شہر بازاری - قلم کے زبردست  
پھیلنا اور سلطنت کی دوڑ کے باوجود  
انسانیوں کو امن و چین نصیب نہیں۔ اور  
ان کے مسائل سلجھنے کی بجائے آئے دن  
اُلجھتے ہی جا رہے ہیں۔ دونوں نظاموں کے  
سرباہ نفر تو ان کے قیام کا گناہ میں  
مگر عملاً دنیا پر بد امنی اور جنگ کے بادل  
منڈھ رہے ہیں۔ اور عوام کا ذہنی اور  
قلبی سکون غائب ہو رہا ہے۔ اور ان  
دنوں میں رجحان کے تعصیب کے  
سلسلہ میں جو خطرناک صورتِ حالات پیدا  
ہو چکی ہے اس میں کسی ایک فریق کی معمول  
بے احتیاطی غرض میں ان کو زیادہ کرنے  
کا باعث بن سکتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ  
محفوظ رکھے۔ آئین مارکیٹیزم اقتصاد  
مسائل کے حل کرنے کا دھبہ تو ساتھ  
ہم نہ ہم کو خیر یاد رکھنے کا مطالبہ کر رہا ہے  
اگر سرمایہ دارانہ نظام مذہب کو قائم  
رکھنے کا حق دیتا ہے۔ تو وہ دولت کی  
منصفانہ تقسیم اور مساوات انسانی کا  
قابلِ تدرِ حل پیش نہیں کرتا۔ جنگی  
معاہدات بااداروں کے قیام اور بظلم  
نوعیت سے دنیا کی موجودہ مشکلات کا حل نہیں ہو  
جاتا۔ عالمِ مقام صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر  
راہوکارشن نے اس حقیقت کا اظہار  
بہ مشورہ ذیل الفاظ میں کیا ہے:-

Nationalism &  
militarism are both  
one model, Humanity  
is the concept and  
international con-  
-servation is the

only method by which  
all problems requi-  
-red to be settled"  
(mail modras

( 31 - 10 - 60 )

کونیشلزم اور مٹری ازم دونوں  
ہی وقت کے تقاضوں کے غلام ہیں  
وحدت انسانی یا شعور اور بین الاقوامی  
بقلم باہمی کا اصول ہی وہ چیز ہیں  
جن کے ذریعہ دنیا کے مسائل کو حل کیا  
جاسکتا ہے

اسلام کا نظام وقت کی آواز ہے

لطیف استزاج ہے۔ وہ وقت کی آواز  
ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے۔ جو رنگ  
و قس۔ تبید و قوم اور ملک و تمدن کی  
حد و دے بالاتر ہو کر عالمگیر مشیت سے  
”رعدت انسانی“ کی بنیادوں پر دنیا کو  
مخاطب کرتا ہے۔ اور اخوت انسانی  
کا رہی زریں اصل جبکہ اسلامی تعلیمات  
کاشا ہر کار ہے۔ اس سے آج دنیا کی اقوام  
”بقائے باہمی“ اور امن عالم کے قیام  
کے لئے اپنا تہی چلی جا رہی ہیں۔ چنانچہ  
اسلام کی اس زریں تعلیم کے بارہ میں چند  
غیر مسلم دہترین و مفکرین کی آراء و ملاحظہ  
فرما جائے:-

۱۔ مسٹر گیب اپنی کتاب

میں :- "Whither Islam" میں تحریر فرماتے

۱۰ اسلام کے ماننے فعل انسانی کی خدمت کا ایک بڑا بھاری کام ہے۔ اُس کے اندر وہ عظیم الشان روایات ہیں جو قوموں میں باہمی سمجھوتہ اور تعاون پیدا کر سکتی ہیں۔ نسل انسانی کا مختلف اور متعدد قوموں کے اتحاد و پیدا کرنے میں جو کامیابی اسلام کو حاصل ہوئی ہے اُس کی نظیر کسی دوسری جگہ پائی نہیں جاتی۔ . . . ہاں اسلام میں اب بھی یہ طاقت ہے کہ وہ قومیت اور مذہبِ ایات کے ایسے پرانے اجزاء کو جو بامِ خلق کے قابلِ نظر نہیں آتے اٹھا کر دے۔

۲۔ شری کے ایم خشی سابق گورنر اتر  
پردیش نے لکھنؤ میں انجمن فردوسِ ادب  
کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والے ایک جلسہ  
میرزا ابھی صلح میں تہہ میہ کرتے ہوئے  
فرمایا کہ

۱۔ اہل۔ مانگ۔ قومیت لار  
مذہب کے ہاتھوں مختلف  
مکملوں میں بیٹھ چکی، نیا کوئی

سبحی رسول کریم کی اس تعلیم کی ندرت  
ہے کہ تمام انسانوں کو باہمی کے  
حقوق اور مواضع حاصل ہونے  
پاہنیں۔ رسول کریم کے اس  
پیغام کو ہمارے ملک کے دستور  
اساسی بن چکے دی گئی ہے۔

۳۔ جارج برنارڈشاہ فرماتے ہیں :-  
"I believe that if  
a man like him  
(Mohammad) were  
to assume the  
dictatorship of the  
modern world  
he would succeed  
in solving its  
problems in a  
way that would  
bring it the much  
needed peace  
and happiness."  
"مجھے یقین ہے کہ اگر موجودہ  
دنیا کا نظام حکومتta مغرب  
محمد مسلم جی شخصیت کے سپرد  
کر دیا جائے تو وہ دنیا کی شکلات  
رسائل کا حل اس طریق پر پیش  
کرنے میں کامیاب ہو جائے گا  
جو پھر دنیائیں امن و سلامتی اور  
خوشی و اپن لائے جس کی دنیا کو  
شدید ضرورت ہے۔"

اسلام امن کا ضامن ہے | کو زندگی کے جس ضابطہ پر عمل کرنے کی دعوت دی ہے اُس کا بنیاد امن اور سلامتی کے جذبہ پر رکھی گئی ہے۔ یہ تعلیمات محض نظریات پیش نہیں کرتیں بلکہ ان کے ساتھ اسلام کا شاندار ماحول اور اُس کی عملی روایات ہیں۔ اسی لئے متذکرہ بالا دہریہ کی آراء حقائق پر مبنی ہیں۔ واقعی اسلام ان تعلیمات کو پیش کرتا ہے جو امن قائم کرنے کی ضامن ہیں۔ اسلام اپنے حسین و دلکش نام میں ہی "امن و سلامتی" کا پیغام لے ہوئے۔ انسانوں کے اذیان و افکار کے نتیجہ میں جو "آدم" اور نظام حیات معرضِ وجود میں آئے ہیں۔ اسلام ان پر بہ لحاظِ فطرت و افضلیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ یہ اس حدِ اکثام کردہ نظام ہے۔ جو خالق کا منامت ہے اور کائنات کی جملہ اشیاء کے تقاضوں سے باخبر۔ بغیرِ بغیرِ خلقت کا پیش کردہ نظام حیات کیوں دلوں کا اطمینان اور فہم کو سکھاتا۔ علمائیں کرے گا و یقیناً باعث اطمینان و سکون ہو گا اور ہے۔

فصل مسیحات اسلام | کا ذخیرہ کے ہر باب



میں صحیح رہنمائی کی ہے۔ تمدن و معاشرت  
سیاح و اقتصاد - اخلاقی و سماجی اور  
رہائی مہیا کرنے میں اس کی پاکیزہ  
تعلیمات مشعل راہ کا کام دے رہی  
ہیں۔ ایک اچھی ہوئی نظم سے ذرا اس کی  
تعلیمات کا جائزہ لیجئے۔ تو متذکرہ  
پلاؤ عورت اور عورت کی تعلیم سے غلو  
خود بخود مٹنے پر جائیں گے۔

۱۔ مذہبی طور پر اسلام خدا کی "معدنیت"  
کے تصور کو پیش کرتا ہے۔ جو  
رب العالمین بھی ہے۔ یہ وحدانیت  
اور ربوبیت عالم کا تصور نسل انسان  
کی وحدت و اتحاد کا مرکزی نقطہ ہے  
جس کی نظیر کسی اور نظام میں نہیں ملتی  
توحید الہی نظریہ انسانی میں مذکور  
ہے۔

۲۔ اسلام دنیا کے تمام مذہبی رہنماؤں  
نبیوں - رسولوں اور مہسولوں کی تعلیم  
و اکرام کا حکم دیتا ہے۔ اور یہ تعلیم  
"بین المذہب" اعتدال و اس کی  
مخصوص بنیاد سے رہا کرتی ہے۔  
یہ بھی آزادی اور برابری کی اس  
تعلیم کے بہترین اشارے ہیں۔ وہ اسلام  
تمام مذاہب و فرقہ کا مجموعہ اور تمام انسانی  
قبیلوں کا گلدستہ ہے۔

۳۔ اسلام نے اس غنیمت شان نظریہ کو  
پیش کر کے سرمایہ داری کی برکات  
دی ہے کہ کائنات کی سب اشیا  
سب انسانوں کے لئے پیدا کی  
گئی ہیں۔ سب ہی اس میں حصہ دار  
ہیں۔ اگر اپنی اپنی جسمانی قوت اور  
دماغی قابلیت کے مطابق ہی ان  
اشیا سے فائدہ اٹھا سکے گا۔ اس کو شش  
و سہمی میں انفرادی آزادی ہے۔ اس  
دور میں مسابقت کرنے والے  
بچھے رہنے والوں کے حقوق و  
ضروریات کا بھی لحاظ رکھیں۔ اسلام  
نے حصول دولت کے لئے بیخبر  
کو آزادی دی۔ مگر ساتھ ہی تقسیم  
دولت پر بعض پابندیاں لگا دیں۔  
تاکہ دولت ایک جگہ پر جمع ہو کر  
معاشرہ کو زبردست نہ کر دے۔

ورنہ تو تقسیم - سود کی ممانعت - زکوٰۃ  
کی ادائیگی - غریب کی خبر گیری کے  
لئے صدقہ و خیرات کے احکام و  
کوسریہ داری کی جڑوں کو کھوکھلا  
کر دیتا ہے۔ اسلام صرف سرمایہ داری  
کو ختم ہی نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ یہ  
بھی چاہتا ہے۔ کہ سرمایہ داروں  
کے سرمایہ میں غریب اور عاجز طبقہ  
شریک ہو جائیں۔ اور اس طرح دنیا  
سے منہ کو اٹھالی اور غریبی کا خاتمہ  
ہو جائے۔ اور یہی وہ طریقہ کار ہے  
جس سے توہین انسانی کو حقیقی فائدہ  
پہنچ سکتا ہے۔

۴۔ سماجی اعتبار سے اسلام کی تعلیم  
عورت و مرد - کھائی بھائی اور  
باپ بیٹا - اخرو و مائت اور مالک  
مزدور و غیرہم کے حقوق و ذرائع  
کی تعیین کرتی ہے۔ اور ہر شخص کے  
لئے اس کی تعلیم بالکل مانع اور قابل  
عمل ہے۔ اسلامی تعلیمات سے  
انحراف کر کے جس نے بھی کوئی  
اور معاشرہ بنانے کی کوشش  
کی۔ وہ خامیوں یا بے اعتدالیوں  
کا شکار ہو گیا۔ اور نظام معاشرہ  
درہم برہم ہو گیا جس سے سماجی اور  
معاشرہ میں عورت - تہذیب و  
تمدن اور آزادی کے نام پر گھر کی  
رائی اور چراغ خانہ بننے کی بجائے  
"شیخ محفل" اور ریشہ کلب بن  
گئی۔ وہاں خاندانی اور مذہبی سکون  
و اطمینان غائب ہوا۔ اس کا روشن  
ثبوت برہم پاپ کا موجودہ معاشرہ  
اور اس کے خطرناک نتائج پر ان  
مالک کے مفکرین کا خود اپنا  
احکام و اعتراض ہے۔

۵۔ بین الاقوامی تعلقات کے بارے میں  
اسلام نے "تعاون باہمی" کے  
اصل کو پیش کیا۔ اس امر سے رد کا  
کہ ایک ملک یا قوم دوسرے ملک  
و قوم پر غنا صبا نہ نظر رکھے۔ اور  
اقتدار و تسلط کے نشہ میں  
سرشار رہے۔ پڑوسی کی جان و  
مال اور عزت کی حفاظت اور اس  
کے حقوق کو تاکید کیا گیا۔  
معاہدات کی پابندی کی تلقین کی۔  
اگر کبھی دو قوموں کے باہمی تعلقات  
میں ناخوشگوار پیدا ہو۔ تو ظالم  
کے ہاتھ کو روکنے اور مغلوب کی  
امداد کرنے کا حکم دیا۔ باہمی صلح  
کرانے کی تحریک کی تو ساتھ ہی  
اور مشا ذریا کہ انصاف کے دامن  
کو ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔ اور  
اس صلح جوی میں ذاتی منفعت معقول  
نہ ہو۔

ان مختصر اسلام و مکمل ضابطہ حیات  
ہے۔ جو آج نسل انسانی کی ہر قسم کی  
مشکلات کا اصولی حل پیش کرتا ہے  
خانگی اسلامی معاشرہ کے قیام کے مسئلہ  
میں اسلام نے آج سے چودہ سو سال  
پہلے جو اصول مقرر کئے تھے آج جو وہ  
سوسالی بعد بھی دنیا کے درہم برہم  
اعمال و فحش نہیں کر سکتے۔ ان معارف کی روشنی  
میں یہ امر واضح ہے کہ اسلامی نظام نہ صرف  
مسلمانوں کے لئے بلکہ ساری دنیا کے لئے  
ایک امر ہے۔ اگر اس نظام پر آج ہی عمل  
کیا جائے تو مختلف اقوام اور ممالک کی  
کشتیاں اور اختلافات برائی آسانی سے  
دور ہو سکتے ہیں۔ اور انسانی پھر امن و یک

## سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ و لقبہ (۱)

مکرم محمد کریم اللہ صاحب زوہد و شاکر  
آپ کو آتے ہی جلسہ کے انعقاد کا علم ہوا۔  
تو فوراً جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ زوہد و شاکر  
کی آمد پر دوسری تقریر انگریزی زبان میں انہوں  
نے کی۔ آپ نے آنحضرت کی سیرت پر ایک  
رجسٹ تقریر فرمائی جس سے حاضرین جلسہ  
ستفیع ہوئے۔ اس سے بعد خاک رنے  
ارد و زبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
سیرت پر تقریر کی۔ اور سوہ شمس سے  
آنحضرت مسلم کے وجود کو کامل نمونہ کے طور  
پر پیش کیا۔ نیز تمام اہل مذاہب کو انبیاء کی  
صداقت و خرافاتی طریق پر سمجھنے کا دعوت دی۔  
اور سب ایک حضور کی تعلیم میں یہ خوبی ہے کہ  
اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی صداقت پر  
ایمان لانا ضروری ہے۔ اور نبوت کی شرائط و  
خصوصیات کا ذکر کر کے اس کو مکمل صائب  
رنگ میں پیش کیا۔

آخر میں صاحب صدر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
وجود تمام بنی نوع کیلئے اسوہ حسنہ کے  
موضوع پر تقریر فرمائی۔ اور اس کی مختلف  
شعور کو سامنے رکھتے ہوئے آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم کی مقدس حیات اور آپ کی پاک  
تعلیم کو پیش کرتے ہوئے اس موضوع پر روشنی  
ڈالی بعد ازاں مکرم نائب صدر صاحب جماعت  
احمدیہ شکر گئے مقررین و حاضرین اور مستفید  
شاگرد ادا کیا اور بعد ازاں جلسہ بنو امت  
مکرم سیکرٹری صاحب تبلیغ جماعت احمدیہ  
شکر گئے نے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن  
کوشش کرتے ہوئے جلسہ کو کامیاب بنایا۔  
عزراہم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار حکیم محمد دین انجمن مبلغ شریف  
**جماعت احمدیہ شکر**  
مورخہ ۲۵ رگت کو بعد نماز جمعہ و جمعہ عید گاہ  
میں زیر صدارت مکرم باسٹر غلام نبی صاحب مفتوحہ  
بی۔ اے بی ایڈ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم  
محمد عبد اللہ صاحب دار صدر جماعت احمدیہ شکر  
نے تقیم پڑھی اس کے بعد مکرم مبارک احمد صاحب  
نون۔ غلام نبی صاحب پڑھ کر عبد الرحیم صاحب  
مولوی علی احمد صاحب نون پڑھا احمد صاحب دار  
اور غلام محمد صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں ان  
تقاریر کے بعد مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ  
نے آنحضرت مسلم کے اخلاق و حسنہ خصوصیات کا  
مسلموں کے ساتھ ملوک و مدینہ فروع انسانی کی  
صدر دی پر بالذات عیسیٰ و رشتہ ڈالی پھر مولوی  
شیخ حمید اللہ صاحب نے آنحضرت کے خرافات  
منوانہ اذات اور خرافات کے احکام کو طوطا  
پر روشنی ڈالی۔ آخر میں صاحب صدر نے مولوی  
کریم اللہ علیہ وسلم کے مقدس ایمان اور ذاتیات  
مورخہ انداز میں پیش کئے اور جلسہ پھر دعویٰ ختم ہوا۔

ایک اور ایک خادم سے یکبارہ شاہ نک  
ہر شبہ زندگی ہی بارے لے آئینہ کا کام  
دیتا ہے۔ آپ کا اسوہ حسنہ بنی نوع ان  
کیلئے مشعل راہ کا کام دیتا ہے۔  
اس کے بعد مکرم مفتوحہ نصیر الدین صاحب  
نے ایک انگریز مورخ کی تصنیف سے ثابت  
کی کہ مسلمانوں نے کبھی بھی جبر سے اسلام  
قبول کرنے پر کسی کو مجبور نہیں کیا بلکہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا ضلع اور اعلیٰ  
تعلیم کے نتیجے میں ہی اسلام ملک عرب اور  
دیگر ممالک میں پھیلا۔ اس کے بعد مکرم مولوی  
عبد الرحیم صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت  
کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے  
بتایا کہ دنیا میں حضور کی تعلیم ہی کامیاب  
ہو گی۔ دنیا اس وقت تک امن کا سانحہ  
نہیں لے سکتی۔ جب تک حضور کی پیش کردہ  
تعلیم کو نہ اپنایا جائے۔ خدا تعالیٰ نے  
حضور کی کو آخری شریعت دے کر دنیا کے  
لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ بعد ازاں مکرم باسٹر  
غلام نبی صاحب مفتوحہ بی۔ اے نے حضرت  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استقلال اور  
اسے مشن پر پھر سے اس کے موضوع پر تقریر  
کرتے ہوئے حضور کی ہجرت کا واقعہ غار  
ثور میں پناہ حضرت ابو بکر کی حضور کے متعلق  
گھبراہٹ اور حضور کا تسلی بخش جواب  
سراقتہ کا تعاقب اور حضور کی اس کے متعلق  
ایک پیشگوئی کے واقعات بیان کئے۔  
جلسے میں ماضی کافی تھی جس میں غیر مسلم  
دوست بھی شامل تھے۔ انہیں گفتگو کی کارطی  
کے بعد جلسہ بعد دعا برپا است ہوا۔

**جماعت احمدیہ شکر**  
مورخہ ۲۵ رگت کو جماعت احمدیہ  
شکر گئے نے ۹ بجے غیب کرنا ملک شکر  
ہال میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے  
لئے ٹکیوں - دعوت ناموں اور لاؤ  
سیکر کے ذریعہ عوام اور ذی اثر حضرات کو  
جلسہ جمعہ مفتوحہ کی دعوت دی گئی۔  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اردو  
انگریزی اور کثیر می زبانوں میں تقاریر کا  
انتظام کیا گیا۔ ۹ بجے یہ جلسہ زیر صدارت  
مولوی قیصر احمد صاحب شروع ہوا۔  
تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مولوی تقریر  
مکرم حکیم عبد الرحمن صاحب مبلغ شکر گاہ  
نے کثیر می زبان میں اسوہ گفٹہ ملک کی  
جس کو سامعین نے کامل سکون کے ساتھ  
سننا۔ اسی دوران میں حسن آغاز سے

سا من سے سکتی ہے کاش دنیا کے دیار و فکر  
اسلام کی طرف رجوع کریں اور اپنی پیش آمدہ  
مشکلات کا حل اس میں تلاش کریں۔ یہ کہ  
اسلام وقت کی آواز ہے



# خاندان حضرت عرفانی میں ایک عظیم حادثہ

اداکرم شیخ یوسف علی صاحب عرفانی اہل سدی

یہ خبر حضرت اُن بزرگوں اور جماعت احمیہ کے لئے باعث اندوہ ہوگی جو اہل حق حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ کے گہرے تعلقات اور خلوص رکھتے تھے نیز جماعت احمیہ کے دیگر احباب کے لئے بھی۔

۲۰ اگست کی شب کے آخری حصہ میں قریباً ساڑھے تین یا چار بجے کے قریب برادر مکرّم داؤد احمد صاحب عرفانی کا ٹن سکٹر اعظم جاہی ملزورنگی (آندر پویش) کے مکان پر ایک منظم ڈاکہ کی واردات ہوئی۔ پورے بیڑوم سے ملحقہ کمرے کی کھڑکی کی آپنی سلاخیں جو تیشا پونا ریخ موٹی تھیں اُن کو ٹیڑھا کر کے باہر نکال کر اندر گئے اور تمام سامان نکال کر باہر لے جاتے رہے۔ بیڑوم میں داؤد احمد صاحب عرفانی بیگم داؤد احمد عرفانی اور اُن کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی موجود تھیں۔ اور کسی کی آنکھ نہ کھلی۔ آخر کار جب وہ آخری بکس جو بلینگ کے نیچے تھا نکال کر لے جانے لگے تو داؤد احمد صاحب کی آنکھ کھل گئی۔ اُنہوں نے پہچان لیا اور ایک ہمدی کو پکڑ لیا۔ اسی اثناء میں بیگم داؤد احمد صاحب کی آنکھ کھل گئی اور وہ باہر نکلی تو ایک پتھر اُن کے سر پر لگا۔ سر پھٹ گیا۔ اور وہ وہیں گر گئی۔ داؤد احمد صاحب کے ایک پتھر لگا اور اُن کی پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ داؤد احمد صاحب نے خوب شور مچایا مگر کوئی بھی نہ آیا۔ اس لئے کہ پاس والا ہمایہ بھی گیا ہوا تھا۔ اور نیچے میں صرف اُس کی تین روکیاں اور ایک بڑھی ماس تھی۔ ہمایہ اتنی سی دیر میں ڈاکو بھی گئے۔ داؤد احمد صاحب نے ڈی۔ ایس۔ بی صاحب کو ٹیلیفون کیا وہ فوراً حبیب گاڑی میں آگئے۔ اور بیگم داؤد احمد صاحب کو سمجھانے کی تلقین کر کے فوراً حبیب میں سوار ہو کر چوروں کے تعاقب میں برآمد ہو گئے۔ اور کچھ سامان جو ادھر ادھر پھینکا ہوا تھا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس اثناء میں صبح ہو گئی۔ بیگم داؤد احمد بڑے ہوشیاری ہو گئی تھی۔ لہذا اُن کو قریب کے گاندھی ہسپتال میں منتقل کر دیا۔ جہاں تمام بڑے بڑے ڈاکروں نے نہایت توجہ سے مشہور کیا اور بھائی صاحب کو تسلی دی کہ مسٹر عرفانی خطرے سے باہر ہے۔ آپ نہ کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف کچھ بھی کر لینے کی کسی انسان کو نہ قدرت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہوگی۔ ڈاکروں نے جب یہ ثبوت سے کہا کہ مسٹر عرفانی ہمسٹر عرفانی خطرے سے باہر ہے۔ اور آپ کو مل جائے گی اُس وقت قضا مسکرائی ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رشتے نازلی ہو چکے تھے کہ وہ بیگم داؤد احمد صاحب کو یہ کہہ کر کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمیں ساتھ لے جانے کے لئے آئے ہیں۔ ڈاکروں کی بات کا یقین نہ کریں۔ چنانچہ بارہ بجے کے قریب وہ عزیزہ عتیقہ زہرہ کی سرور تبصیر کے ساتھ لے گئے اور جہیز خاکی جو کچھ دیر پہلے ایک شریک بیوی بچوں کی مال ایک گھر کی مالکہ کسی کی بہن کسی کی عزیزہ تھیں اب ایک لاش کی صورت میں جنگ پر پڑی تھیں۔

ہسپتال سے میت کو آج کوئی نہ خبر تھی۔ درنگل اور گرد و نواح میں آگ کی طرح پھیل چکی تھی۔ ہسپتال منتقل کر نیچے وقت آج صبح آبادی ہندوؤں کی ہے باقی مسلمان سنی عیسائی پارسی یہ تمام لوگ بغیر کسی مذہبی بنائے کے ہسپتال پر ٹوٹ پڑے۔ گویا قوم کی بہت بڑی لیڈر ہیں۔ ہجوم کو سمجھانا دشوار ہو گیا۔ میت کو جب ہسپتال سے لے جایا جا رہا تھا تو ہسپتال کی مریض عورتوں نے بھی رونما شروع کر دیا کہ اہل حق ہمیں چھوڑ کر کہاں جا رہی ہو حالانکہ یہ سب اجنبی تھیں۔ فتنہ کو گھر لایا گیا تو داؤد احمد صاحب کے منگے بڑے جوبل لب و لہجہ کے ساتھ اتنا ہجوم ہو گیا تھا کہ تمام راستہ بھی ٹھک گیا تھا۔ اور پولیس کے دس بارہ آدمی بھی لوگوں کو روکنے میں ناکام ثابت ہوئے تھے۔ اُن دنوں کا ایک مندر تھا جو میں جا رہا تھا۔ یہ سب کے سب لوگ اہل درنگل تھے مرد اور عورتیں ہر مذہب و ملت کے جو داؤد احمد صاحب کو جاننے تھے اور جو اُن سے بھی تھے اور یہ ہجوم اس وقت تک موجود رہا جب میت کو تجیز و تکفین کے بعد تدفین کے لئے تربت لی جایا گیا۔ حتیٰ کہ بیگم داؤد کو اُس کی آخری آغا مگاہ میں پہنچا دیا۔ اُس وقت سے تا دم بخیر خلق خدا کا ایک تانہ لگا ہوا ہے۔ ہر مذہب و ملت کے مرد اور عورتیں صبح سے رات کے دس بجے تک تعزیت کے لئے آ رہے ہیں۔ سارا کثرت بار بار آ رہے ہیں۔ اس طرح ہر اہل شہر اندر گرد و نواح کے لوگوں نے اپنے قلبی اندیشہ کا مظاہرہ کیا۔ اور چارے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

چونکہ یہ خبر اہل رات میں شائع ہو گئی تھی۔ لہذا حیدر آباد۔ بدراہن سے بھی خطوط اور راتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ میں میں لکھ لوگ ایسے ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے۔ ہرات اللہ حادثات دنیا میں ہوتے ہی ملتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ جاری رہا ہے۔

گویا یہ سوانح پر بعض باتیں ایسی ہوجاتی ہیں کہ انسان کا علم کسی قدر جلد بات تشکیک میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایندوں اور غیروں کی ہمدردیاں سیر آجاتے ہیں انسان اپنے قلب پر چھائے ہوئے غم کے بادلوں کو چھٹا کر افسوس کو کچھ مجبور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جس وقت یہ حادثہ پیش آیا اس کے تھوڑی دیر بعد داؤد احمد صاحب اپنے منگے کے ساتھ کے سبکدوش ہو کر شریک کرشنا چیف انجینئر اعظم جاہی ملزورنگی۔ رہائش گاہ اُن کو اطلاع دی مسٹر کرشنا اُن کی وقت آگئیں اور بیگم داؤد کو اپنے گود میں لے کر بیٹھ گئیں۔ اُس کے بعد وہ ہسپتال میں بھی برابر موجود رہیں اور کچھ میت تدفین کے لئے لیجانے کے بعد رات کے دس بجے تک داؤد صاحب کے کمرے میں موجود رہیں۔ یہاں تک کہ داؤد احمد صاحب کو دکھاکر مسٹر کرشنا آپ اب آرام کریں۔ اور منگل انکوارڈ کیا۔ یہ لوگ برہمن ہیں اور وہ بھی مدراس کے مگر ہمدردی اور انسانیت کے جذبہ سے متغلب ہو کر وہ اپنی مذہبی پابندیوں کو نظر انداز کر چکی تھیں۔ اور اس طرح مسٹر کرشنا نے خود مرحوم کے لئے کفن تیار کر دیا اور اُن کو رات ۱۱ بجے لے لیا۔ اور جب تک میت تدفین نہ ہو گئی آرام نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس ہمدردی کا اجر عظیم دے۔

چونکہ یہاں پر احمیہ کوئی نہیں لہذا ایڑا حمیہ و حباب نے بڑی ہمدردی سے جنازہ بڑھایا جس کیس اور کچھ گھر پر آکر بھی لہجہ دعا کی۔ ڈی۔ ایس۔ بی صاحب شری دیونندر راؤ کو داروات کے چل سٹ بعد ہی ٹیلیفون پر اطلاع دیدی گئی تھی جو ذرا ہی داؤد صاحب کے مکان پر تشریف لے آئے۔ اور مجرموں کی تلاش میں اُن کی وقت نکلی پڑے اور کچھ سامان بھی ادھر ادھر پھینکا ہوا حاصل ہوئی۔ پھر اپنے ہیڈ آفس میں پہنچ کر پورے تھکاؤ کے پورے اسٹیشنوں کو دائر میں سے اطلاع دی کہ اپنے اپنے علاقہ میں سخت نگرانی کریں۔ اور پورے علاقہ کی پولیس کو سرگرمی سے معرکہ کر دیا ہے۔ اور ایک منٹ کے لئے نہ خود آرام کرتے ہیں نہ اپنے پورے عملہ کو چھین لینے دیتے ہیں۔ دوسرے شہروں کی پولیس کو بھی مصروف اور جوش کر دیا ہے۔ دن میں ایک اور مرتبہ داؤد احمد صاحب کے منگے پر تشریف لائے۔ ہر باہر سے خبر بکارا فیسروں کو مشورہ کے لئے بلالیتے ہیں۔ جہاں تک مالی نقصان کا تعلق ہے وہ تو بہت معمولی ہے لیکن بیگم داؤد کی زندگی بے گم جرم بے شک سنگین ہے اور اسی وجہ سے محترم ڈی۔ ایس۔ بی صاحب تعلقی اور فی الواقع برہمن ہیں جس ہمدردی کا اظہار آپ نے عملی طور پر فرمایا ہے وہ قابل تشکر ہے۔ اور جہاں تک اُن کی اپنی زندگی کا انجام دہی کا تعلق ہے وہ قابل خیرات ہے۔ صحیح معنوں میں اگر میں اُن کی ہمدردیوں اور توجہ کے بارے میں معنوں کو پھیلانا چاہوں تو وہ بہت طویل ہوگا۔

میں برادر مکرّم داؤد احمد کی طرف سے اپنی طرف سے اور پورے خاندان عرفانی کی طرف سے اُن کی دلی کی عمیق ترین گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور میں رتوں سے کہہ سکتا ہوں کہ ملک کو ایسے ہی حکام کی ضرورت ہے، دعا کرتا ہوں کہ خدا کرے پورے ہندوستان کے پولیس افسر اور حکام اپنی ذمہ داریوں کا احساس شری دیونندر راؤ کی ایسی۔ پی۔ درنگل کی طرح اگر کریں تو یقیناً پورا ہندوستان جو اقم پیشہ لوگوں کے ظلم و ستم سے محظوظ رہا ہے۔

اُن کے لیے میں پورے درنگل اور منگندہ اور گرد و نواح کے باشندوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن میں اکثر داؤد احمد صاحب کے واقف ہیں اور کچھ قطعی ناما قضا بھی۔ اس میں پورے شہر اور گرد و نواح کے لوگ ہر مذہب و ملت کے شامل ہیں۔ جنہوں نے اپنی قلبی ہمدردیاں ہم پر بھجوا دی ہیں۔ ہم سب اُن کے شکر گزار ہیں اور جن شہریاں گاؤں کے لوگوں میں یہ پُرتلوں جناب استیت اور ہمدردی موجود ہوں وہ مقام انسان کے لئے بہت ہی بہترین پُرسکون مقام ہوتا ہے اور ان اپنے آپ کے ایسے ہمدردی کا دکن سمجھتا ہے جو اُس کے لئے اپنا ہمدردیاں بھجوا کر رہے ہو۔ لہذا میں اس موقع پر پورے درنگل اور منگندہ کے باشندوں کا شکر دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی محبت ہمدردی اور انسانیت کا اظہار بہترین رنگ میں کیا۔ اللہ ان سب کو جزائے خیر دے۔

آخر میں تمام بزرگان جماعت اور احباب اکرام سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ مرحوم بقیق زہرہ بیگم کیلئے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند کرے۔ مرحومہ پابند صوم و صلوات تھیں بڑی بخیر اور عزیز ہمدرد تھیں اور بچا جو ہے کہ آج ہر مذہب و ملت کا مستور روتی ہوئی آتی ہیں۔ مرحوم کو قرآن کریم سے عشق تھا۔ چنانچہ اپنے کام میں معروضیات کے وقت ہم ملکہ آواز سے قرآن پڑھتی رہتی تھیں۔ اور اس طرح سے قریب قریب قرآن مجید کا بہت بڑا حصہ جفا کر لیا تھا۔ اپنے شوہر اور والد کی خدمت میں اپنے اہل حق سے کرتی تھی کہ کسی کو اس کام کیلئے کہ کوشش بھی نہ کرنے دیں تھی مرحوم کی یادگار وہ جہاں ہم سلطانہ میڈیکل اسٹوڈنٹ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد اور سعیدہ سلطانہ بی۔ ایس۔ سٹوڈنٹ قاضی نگر کالج خانی پٹھ و رنگل اور ایک لڑکا فیروز سلطان بخت اسٹوڈنٹ بی۔ ایس۔ درنگل کالج ہیں۔ مرحومہ سناچی بچوں کو دینی تعلیم سے گھر پر آراستہ اور مزیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بچیاں نہایت نیک اور پابند صلوٰۃ ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ برادر مکرّم داؤد احمد عرفانی کا خاکی زندہ کی تعلیمی درہم برہم ہو گئی ہے مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت و مرنوی کسی کو دخل نہیں۔

حَسْبُكَ مِنْ عِلْمِكَ اَنْتَا دَيْفِي حَيْهَ رَيْكُ  
ذَوَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (باقی ص ۲۰۱)



— المستوفى از روزنامه پرتاپ جالندهر سنسکرت آیاتین مومنه ۱۳۲۱ء —

جا کے حکم اور جفا و شالہ  
 لاری دیو سے نہ مکمل گزشتی  
 جو آدمی کھلک میں اپنے نائن اور بالی بڑھائے گا کھلک میں اُسے ہی پر جیسی کہا جائے گا۔ سب آدمی  
 استری کے غلام بن جائیں گے۔ جو طرح بندر والا بندر بناتا ہے استریاں پرشوں کو بچا کر لیں گی۔  
 سب نہ کام کو بھرت کر دے گی  
 گن مندو سندھ پتی تسیاگی  
 کھلک کے لوگ بھی اور غصہ کرنے والے ہوں گے۔ یہ یمن دید اور سنتوں کی مخالفت میں پیش  
 پیش رہیں گے۔ استریاں اپنے گن دان پتی کو تیاگ کر دوسرے پرشوں میں پریم رکھائیں گی۔  
 گردشش اندھو دوھر کر لیکھا  
 ایک نہ سن ہی ایک نہیں دیکھا  
 ہر خواہش دھن شوک نہ بہیں  
 سو گرد گھوڑ زک میں پر ہیں  
 کھلک میں گود اور شاگرد بھی ایسے ہوں گے جیسے ایک رثا گروہیرہ اور دسرا گودا اندھا  
 برہمن گروہیرہ کی د سے جین ہوں گے اور رثا گروہیرہ کی بات سنیں گے ہی نہیں۔  
 گود اپنے رثا گروہیرہ کے دل کے تار ایک گوشوں کو اپنے گنیاں کی روشنی سے منور نہ کر سکیں  
 گئے ہر مٹا ان سے دھن لے گیا کر س گئے۔

”جہم مستحق نے حصول آزادی کے بعد  
استقامت اور سائنسی میدان میں ترقی  
پیدا کی ہے۔ لیکن اگر امر کے اگلے شعبہ

وزیر اعلیٰ یوپی کو بے پردگی اور مخلوط تعلیم کی شکایت ہے۔ ان کا خیال ہے کہ منہ آدمی کی ساریب سے بڑا سبب بے پردگی ہے اور بے پردگی ہی کہ مخلوط تعلیم نے پوری کر دی ہے مگر موصوف کو معلوم ہے کہ آج کی تعلیم دنیا میں بے پردگی اور مخلوط تعلیم ہی تو تہذیب و ترقی کی نمود ہے۔ اگر ان ہی کی مخالفت کی گئی تو تعلیم پر دیگر امور کا معرٹ کیا رہ جائے گا! نوجوانوں سے شکایت ہے کہ وہ نوجوان لڑکیوں کا چھپا کرتے ہیں۔ لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اگر اس گتہ میں نوجوان لڑکیاں بھی برا بھونک ہیں۔ یہ لڑکیاں جب بناؤ سنگھار کر کے اور رنگ برنگ کے لباس پہن کر بازاروں، پارکوں، جلسوں اور محفلوں اور میلوں کھیلوں میں نکلیں گی تو نوجوانوں کو ترس بادی اور تعاقب سے کون روک سکے گا۔ ناچ گانے عیب نہیں رہے بلکہ مہین بن گئے سینما ڈوں میں انھی سچانام کے اسباب فراہم کئے جاتے ہیں۔ مخلوط تعلیم پختہ کیا جاتا ہے۔ بے پردگی کو ترقی اور تہذیب کی نشانی قرار دے دیا گیا ہے۔ اس پر بھارتیوں کو رک ساج سے امید کی جاتی ہے کہ وہ نوجوانوں کو آوارگی سے روکے۔ اس کی سیٹیوں کی عزت بچائے۔ کسی کو دیر یا میں پھینک دو اور پھر کہو دامن تمہیں ہوشیار باغ۔ اسے نہ اتنی نہیں لو کیا سمجھا جائے گا؟

[illegible]

دوڑا میں بدعتا نیاں اور سماجی نوابیان  
قوم کا منہ چڑا تے ہوئے نظر آئیں گی۔ اور  
پھر مصیبت سے کہ ان نوابوں کو

دو غلامی ہیں کانگریس کا لجنوں کے طلبہ  
سے وہ لکھی سرکار کے خلاف آندولن میں  
امداد لیتی رہی ہے۔ خیال یہ تھا کہ آزادی  
موصول کرنے کے بعد طلبہ کو اپنی نیا وزیر  
کا احساس ہو گا۔ اور وہ پوٹیشنل سرگرمیوں  
سے باز رہیں گے۔ لیکن بخلاف اس کے  
طلبہ کھل کھلتے ہیں۔ اور انہوں نے ایک  
طرح سے اپنی منوازی حکومت قائم کر  
لی ہے۔ اب وہ کوئی خاص نہیں مانتے خود  
شامس کا حکم دیتے ہیں۔ اور اگر شامس کی  
طرف سے ان کے کسی حکم کی تعمیل نہ ہو تو  
وہ قانون ہاتھ میں لے کر بھی اپنے حکم کی  
تعمیل کرانا چاہتے ہیں، چھپروں اور  
پرو فیروں کا ایمان تو معمولی بات ہے  
ایسی مثالیں بھی ہیں، جبکہ پرنسپل اور پروفیسر  
دو یا تھیں ان کے ہاتھوں اپنی جان سے ہاتھ

دھو بیٹھے۔ پر نسیل یکدم یونیورسٹی کے  
و اسی جانشین کو کمرہ میں بند کر دیا گیا۔ اور  
کہہ دیا گیا۔ کہ جب تک آپ ہمارا مات نہ  
ہائیں گے ہم آپ کے کمرہ کا تالا نہ کھولیں  
گے۔ ایسی مثالیں بھی دیکھنے میں آتی ہیں  
جن میں پرنسپل اور پروفیسر نوٹس کی حفاظت  
میں اپنے گھروں کو جاسکے ہیں۔ کالجوں میں  
ہسپتال ایک عام مشغلہ ہے۔ ہسپتال کی وجہ  
سے یونیورسٹیاں بھی بند ہو چکی ہیں۔ ہندو  
یونیورسٹی ہمارے اس کے حالات کے جانچنے کے  
لئے ایک کمیٹی بنائی گئی۔ اس کمیٹی نے  
رپورٹ کی کہ یونیورسٹی کے ہوشل پڑھا  
کے اڈے بن چکے ہیں۔ وہاں رات کو  
بازاری عورتیں آتی ہیں۔ اور عجیب یونیورسٹی  
کے اوصیہ کاروں نے اس پر کارروائی  
کی۔ تو پروفیسٹ نے ہسپتال کو مکمل اختیار  
کر لی۔ پھر یہ ہسپتالیں پورا حق نہیں رہیں  
کہیں کہیں پرنسپل اور پروفیسروں کی  
کوٹھڑیوں پر مظاہرے ہوئے اور ان کا  
سامان تو ہچھوڑ دیا جاتا۔ اور کہیں کہیں  
کالچ کی جائیداد کو نشہ کیا جاتا۔

یہی اسی اخبار پر تپا پیا ملک سے ہرے سے ملے۔

---

کرنے کا کو ششیں رکھو تو کیا یہ سوچے کہ

رہے ہیں۔ ان کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنے  
 لئے ایک اور چیز کو چاہیں۔  
 ان کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنے  
 لئے ایک اور چیز کو چاہیں۔  
 ان کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنے  
 لئے ایک اور چیز کو چاہیں۔



# احبابِ جامعہ احمادیہ ہندوستان کی خاص تحریک

پیشتر ازیں متعدد بار احبابِ جماعت کو تحریک درویشی فنڈ کی ضرورت اور اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے اس تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے۔ لیکن وعدہ جات کی فہرست اور وصولی کی رفتار سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے ایک بہت بڑے حصہ نے اس طرف توجہ ہی نہیں کی۔ اور جن دوستوں نے اس میں حصہ لیا بھی ہے۔ ان میں سے بھی اکثر نے کما حقہ اس کی اہمیت کو سمجھ کر بڑھ چڑھ کر حصہ نہیں لیا ہے لہذا مخلصینِ جماعت کی یاد دہانی کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ کے ارشاد گرامی کا ایک حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے تا مخلصینِ جماعت اس تحریک کی ضرورت اور اہمیت کا صحیح اندازہ کر سکیں۔ اور اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیکر اپنے فرض سے عہدہ برآ ہوں۔

”دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے۔ لیکن تقدیر الہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہ پا سکا اور صرف قلیل حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمتِ دین بحال رہیں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پوریائیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہو۔

حقیقتاً ہم پر یہ درویشوں کا احسان ہے کہ وہ بھاری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس امداد ہرگز مدقہ ذخیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے جو شکرانہ اور قدر دانی کے رنگ میں ہم یا ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

بہر حال آپ فوری طور پر ہندوستانی احباب میں تحریک کریں کہ وہ اس تحریک میں حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں اور خدا تعالیٰ کی ساری بھلائیوں سے مستفید ہوں۔“

امید ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے ارشاد اور مرکزی ضروریات کے پیش نظر جملہ مخلصین۔ درویش فنڈ کی تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔ اور عند اللہ ماجور ہوں گے۔ فقط والسلام

ناظر بیت المال قادیان

# پر و گرام دورہ مکرم مولیٰ محمد وق صنادیق انیکٹریٹ المال

مورخہ ۹ تا ۳۱

مذہبِ ذیلی جامعہ ہائے احمدیہ ہندوستان کے عہدیداران کی اخلاق کے لئے علم کیا جاتا ہے کہ مکرم مولیٰ محمد وق صاحب صنادیق انیکٹریٹ المال ہندوستان کے پر و گرام کے علاقہ ۹ تا ۳۱ نفرض معائنہ حسابات و وصولی چندہ جات دورہ کریں گے۔ عہدیداران متعلقہ جامعہ ہائے احمدیہ سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں انیکٹر صاحب موصوف سے پورا پورا تعاون کریں گے۔ ناظر بیت المال قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	تاریخ ردائی
قادیان	-	۶-۹-۶۱
انجولی	۶-۹-۶۱	۶-۹-۶۱
دہلی	۹-۱۱-۶۱	۱۱-۱۱-۶۱
امروہہ	۱۱-۱۱-۶۱	۱۱-۱۱-۶۱
سر دارنگو	۱۳-۱۱-۶۱	۱۳-۱۱-۶۱
بریلی	۱۳-۱۱-۶۱	۱۳-۱۱-۶۱
شہا، جھانپور	۱۴-۱۱-۶۱	۱۴-۱۱-۶۱
نکھتہ	۱۸-۱۱-۶۱	۲۰-۱۱-۶۱
کاپور	۲۰-۱۱-۶۱	۲۳-۱۱-۶۱
نارس	۲۳-۱۱-۶۱	۲۵-۱۱-۶۱
پٹنہ	۲۴-۱۱-۶۱	۲۵-۱۱-۶۱
مونا گھیر	۲۵-۱۱-۶۱	۲۷-۱۱-۶۱
خانپور کی	۲۷-۱۱-۶۱	۲۸-۱۱-۶۱
بھاگل پور	۲۸-۱۱-۶۱	۲-۱۲-۶۱
برہ پورہ	۲-۱۲-۶۱	۳-۱۲-۶۱
سکنتیہ	۳-۱۲-۶۱	۱۰-۱۲-۶۱
مہو بھنڈار	۱۱-۱۲-۶۱	۱۳-۱۲-۶۱
موسے اپنی مائینز	۱۲-۱۲-۶۱	۱۵-۱۲-۶۱
جمشید پور	۱۵-۱۲-۶۱	۱۶-۱۲-۶۱
رانجی	۱۶-۱۲-۶۱	۱۹-۱۲-۶۱
بھاگل پور	۱۹-۱۲-۶۱	۲۱-۱۲-۶۱
برہ پورہ	۲۱-۱۲-۶۱	۲۲-۱۲-۶۱
خانپور ملک	۲۲-۱۲-۶۱	۲۴-۱۲-۶۱
بلاری	۲۴-۱۲-۶۱	۲۸-۱۲-۶۱
مونا گھیر	۲۸-۱۲-۶۱	۲۹-۱۲-۶۱
چک سک	۲۹-۱۲-۶۱	۳۱-۱۲-۶۱
ادریں	۲۹-۱۲-۶۱	۳۱-۱۲-۶۱

## چندہ وقف جدید

وقف جدید کے موجودہ مالی سال میں سے آٹھ ماہ گذر چکے ہیں۔ اور صرف چار ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ احباب کو انفرادی یاد دہانی کر دینی چاہی ہے۔ لیکن وصولی چندہ کی رفتار اتنی کم نہیں ہے۔ اگر وصولی چندہ کی رفتار بھی رہی تو اخراجات میں سخت قلت پیش آئے گی۔ جلد ہو سکتا ہے کہ جاری شدہ کام کو بند کرنا پڑے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ احباب جماعت میں اخلاص موجود ہے صرف یاد دہانی کی ضرورت تھی۔ جو نہ ہذا کہ طرف سے انفرادی طور پر تو کرا دی گئی ہے۔ اب بڑیہ اخبار بدو احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ ادائیگی چندہ وقف جدید کے لئے خاص جدوجہد سے کام لیں اور جلد از جلد ادائیگی فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ اخبار رج وقف جدید انجمن احمدی قادیان

و خواتین دعا (۱) مکرم مولیٰ محمد وق صاحب صنادیق انیکٹریٹ المال کے لئے علم کیا جاتا ہے کہ مکرم مولیٰ محمد وق صاحب صنادیق انیکٹریٹ المال ہندوستان کے پر و گرام کے علاقہ ۹ تا ۳۱ نفرض معائنہ حسابات و وصولی چندہ جات دورہ کریں گے۔ عہدیداران متعلقہ جامعہ ہائے احمدیہ سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں انیکٹر صاحب موصوف سے پورا پورا تعاون کریں گے۔ ناظر بیت المال قادیان

مکرم تریف مدد سے صاحبِ جملہ گھرانے میں ہندوستانی احباب میں تحریک کریں کہ وہ اس تحریک میں حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں اور خدا تعالیٰ کی ساری بھلائیوں سے مستفید ہوں۔“



